مدینۃ المسیح

درس القرآن کی وجہ سے قریباً سارا دن قرآن کریم کی تلاوت سے فضا گونجتی رہتی ہے۔ باہر کے احباب کے علاوہ مقامی احباب بھی اپنا زیادہ وقت اسی مبارک شغل میں صرف کرتے ہیں۔

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسری ۱۰ اگست فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۱ اگست کو ان کی نعش یہاں لائی گئی۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بڑے مجمع کے ساتھ پڑھایا۔ مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔

مرحوم نہایت مخلص اور خاص خوبیوں کے بزرگ تھے۔ اور ایک بہت بڑے خاندان کے سرپرست۔ ہم اس حادثہ میں ان کے خاندان سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ اور مرحوم کیلئے دعاء مغفرت۔

جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور چند دن سے بعارضہ بخار بیمار رہیں۔ اسی وجہ سے ۲ اگست کا نور بھی شائع نہیں ہو سکا احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ انہیں صحت دے۔ اور درس قرآن میں شامل ہو سکنے کی توفیق بخشے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا درس قرآن

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ درس قرآن ۸ اگست مقررہ تاریخ کو بفضلہ تعالےٰ بعد از نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سورہ یونس سے شروع فرما دیا۔

درس میں شریک ہونے والے احباب کی آمد ۵ اگست سے شروع ہو گئی تھی لیکن زیادہ تعداد میں ۷ اگست کو آئے۔ اور ابھی تک آ رہے ہیں۔ اس وقت تک کل تعداد بیرونی احباب کی اندازاً ۱۵۰ ہے۔

بعض احباب اپنے اہل وعیال سمیت تشریف لائے ہیں تاکہ اپنے اہل وعیال کو بھی درس قرآن سے بہرہ ور کریں۔ ایسے احباب کیلئے ناظر صاحب ضیافت نے علیحدہ مکانوں کا انتظام کیا ہے۔ اور باقی تمام احباب کو مدرسہ احمدیہ کے کمروں میں جگہ دی گئی ہے۔

اس وقت تک ۸۱ احباب نے رجسٹر میں اپنے نام درج کرائے ہیں۔ ان کا نام مستجلین تجویز کیا گیا ہے۔ اور انہیں مجلس درس میں حضرت اقدس کے قریب جگہ دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ اچھی طرح سن اور نوٹ کر سکیں۔ ہر روز درس کے شروع ہونے سے قبل ان احباب کی حاضری لی جاتی ہے۔ ان کا امتحان بھی ہوا کریگا چند احباب کو خاص طور پر اس امر کے لئے متعین کیا گیا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا درس ساتھ کے ساتھ قلم بند کرتے جائیں احباب دعا فرمائیں۔ خدا تعالےٰ ان اصحاب کو عمدگی کے ساتھ درس ضبط تحریر میں لانے کی توفیق بخشے۔ تاکہ وہ جلد سے جلد شائع ہو سکے۔

امساک باراں کی وجہ جبکہ گرمی کی شدت بہت بڑھ گئی ہے۔ کئی سو احباب کا ایک مختصر سی جگہ میں ایک دوسرے کے ساتھ

پس ان باتوں کے ثبوت کے لئے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائیگا۔ اور آپ کے ہاتھ میں لواءِ حمد ہوگا۔ اور تمام انبیاء آپ کے جھنڈے کے تلے جمع ہونگے۔ آپ جنت کا دروازہ کھولیں گے۔ آپ کے گرد ایک ہزار خادم پھرینگے۔

خدا تعالیٰ نے دنیا میں حضرت محمود خلیفہ کے وقت کچھ ایسے سامان پیدا کر دئے۔ کہ دوشنبہ کی رات کو ایک جنت کا دروازہ کھولا گیا۔ یعنی ہر مقام میں آپ کی تعریف بیان کی گئی۔ اور حضور کا لواءِ حمد جلسہ کے رنگ میں کھڑا کیا گیا۔ اور اس کے لئے خدا نے جھنڈے کا لفظ بھی لکھوا دیا۔ اور کئی نبیوں کے نام لیواؤں کو اس جھنڈے کے تلے جمع کر دیا۔ ہزار کا تذکرہ بھی کئی مہینے اخبار میں ہوتا رہا۔ کہ اس خدمت کے لئے ایک ہزار خدام کی ضرورت ہے۔

واقعات حدیث مرقومۃ الصدر اس صداقت کے بھی مصدق ہیں۔ کہ جن لوگوں کے دلوں میں بغض اور کینہ ہے۔ وہ دوشنبہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی مغفرت اور بخشش سے محروم ہیں۔

کرم داد از دوالمیال

"زمیندار" اور "پیغام صلح" کے دندان شکن جواب

اگر احباب اخبار زمیندار اور پیغام صلح کے ان مغویانہ اور تہذیب و شرافت سے گرے ہوئے مضامین کے دنداں شکن جواب پڑھنا چاہتے ہیں۔ جو ان اخباروں میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہوتے ہیں۔ تو اخبار فاروق جاری کرالیں۔ جس میں نہایت قابلیت اور عمدگی سے اعتراضات کے جواب دئے جاتے ہیں۔ اور معترضین کی اصلی اور حقیقی صورت دنیا کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ اخبار فاروق کی سالانہ قیمت چار روپے (للعہ) اور ششماہی دو روپے (عہ) ہے۔ احباب کو کم از کم ششماہی کے لئے اپنے نام ضرور فاروق جاری کرانا چاہیئے۔ اس طرح نہ صرف وہ مخالفین کے اعتراضات کے جوابات سے آگاہ ہو سکیں گے۔ بلکہ اس مجاہد پرچہ نے دشمنان حق کے خلاف جو جہاد شروع کیا ہے اس میں حصہ لینے کی وجہ سے ثواب کے بھی مستحق ہوں گے۔

احباب کو بہت جلدی اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور فوراً خریداری کی درخواستیں بھیجدینی چاہئیں۔ تاکہ مضامین سے مسلسل لطف اندوز ہو سکیں۔

مولوی محمد علی صاحب کی خوش کلامی

پچھلے دنوں مجھے ایک مقدمہ کیلئے ڈلہوزی جانے کا اتفاق ہوا۔ اپنے ایک غیر احمدی دوست کے اصرار پر ان کے ہمراہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور سے ملنے کے لئے بھی ان کی کوٹھی پر چلا گیا۔ مولوی صاحب پہلے تو ان غیر احمدی دوست سے گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا۔ قادیان کی ریل کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اس کا جواب دینے کے بعد میں نے عرض کیا۔ اب انشاءاللہ قادیان بہت جلد ترقی کر جائیگا اس پر مولوی صاحب نے بہت دبی زبان سے کہا۔ ہاں کچھ فرق ہو ہی جائیگا۔ میں نے مولوی صاحب سے دریافت کیا۔ آپ آخری دفعہ قادیان کب تشریف لے گئے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا چار پانچ سال ہوئے (ممکن ہے مولوی صاحب نے عرصہ کم و بیش بتایا ہو۔ مجھے یہی یاد پڑتا ہے) اس کے بعد میں نے مولوی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کیا۔ کاش آپ اتحاد کی طرف توجہ فرماتے۔ مولوی صاحب نے بڑے زور سے کہا۔ اس حالت میں کہ آپ لوگ باقی سب کو کافر بناتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو نبی قرار دیتے ہیں۔ غیر احمدیوں کے جنازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ ہم آپ سے کس طرح اتحاد کر سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا مولوی صاحب یہ باتیں اتحاد کیلئے مانع نہیں۔ میرا منشا صرف اتنا تھا۔ کہ ایسے امور میں مل کر کام کرنا چاہیئے۔ جو دونوں میں مشترک ہیں۔ اور کم از کم یہ تو کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایک دوسرے کے خلاف بغض و کینہ نہ رکھا جائے۔ مولوی صاحب فرمانے لگے ایسے عقائد کے رکھتے ہوئے آپ اتحاد وغیرہ کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آپ بھی کبھی یہی عقائد رکھتے تھے۔ ان میں کوئی اجنبیہ کی بات تو ہے نہیں۔ جو آپ اتنے جوش اور غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اسپر مولوی صاحب ناراض ہو کر فرمانے لگے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ میں نے کبھی مرزا صاحب کو نبی سمجھا یا غیر احمدیوں کو کافر کہا۔ میں نے کہا تو ان تحریروں کو کیا کریں جن میں آپنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بار بار نبی کے لفظ سے پکارا ہے۔ اور مجددین امت سے ممیز قرار دیا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا اس سے میری مراد صرف مجدد تھی۔ اتنے میں آپ نے اندر سے ایک رسالہ منگوایا۔ اور ہمارے بعض بزرگوں کی دو ایک نامکمل عبارتیں پڑھ کر ثابت کرنا چاہا کہ انہوں نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کو مجدد ہی سمجھا تھا۔ اس پر میں نے عرض کیا۔ مولوی صاحب آپ ان کی پوری عبارتیں نقل کرتے۔ تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا۔ اور پڑھنے والا آسانی سے سمجھ سکتا۔ کہ ان کی کیا مراد ہے۔ اگر آپ ان کی اصل کتابیں لائیں تو میں آپکو بتا دوں۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کہا ہے یا مجدد۔ آپ نے ان کی عبارات نقل کرتے وقت عمداً ایسے مضامین کو چھوڑ دیا ہے۔ جو صریحاً آپ کے مخالف جاتے تھے۔ ہم ایک اشتہار کے ذریعہ آپ کے بہت سے حوالوں کے متعلق یہ ثابت بھی کر چکے ہیں۔ کہ وہ نامکمل ہوتے ہیں۔ اور ایک حصہ کو چھوڑ کر ان کا مطلب بالکل فوت کر دیا جاتا ہے۔ اسپر مولوی صاحب بہت ہی برافروختہ ہو گئے اور چین بجبیں ہو کر فرمانے لگے "کیا میں حوالے غلط دیتا ہوں"۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ عبارتیں پوری نقل نہیں کرتے۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا۔ آپ کے اور ہمارے درمیان نزاع کا فیصلہ کرنے کیلئے تو صرف ایک کتاب ہی کافی ہے اور وہ حقیقۃ الوحی ہے جسمیں حضرت مسیح موعودؑ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ اس امت میں صرف میں ہی نبی ہوں۔ پہلے کوئی نبی نہیں ہوا اگر آپ حقیقۃ الوحی منگوائیں۔ تو آپ کو بتا دیتا ہوں۔ مولوی صاحب فرمانے لگے۔ کہ حقیقۃ الوحی میرے پاس نہیں ہے۔ میں نے کہا آپ جہاں اور کتابیں رکھتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی بھی رکھ چھوڑا کریں۔ طرز گفتگو کو بدلنے کیلئے اور اس خوف سے کہ مولوی صاحب زیادہ سختی پر نہ اتر آئیں۔ جیسا کہ ان کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا میں نے بات کو پلٹنا چاہا۔ اور مولوی صاحب سے دریافت کیا آپکی جماعت کتنی ہے۔ اور اس میں ہر سال کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے اسی سختی کے لہجہ میں فرمایا۔ مجھ اس کا علم نہیں۔ میں نے کہا آپ تخمیناً ہی بتا دیں جس طرح ہم کہتے ہیں۔ ہماری جماعت لاکھوں کی تعداد میں ہے۔ آپ بھی اسی طرح بتا دیں۔ کہ لاکھوں کی تعداد میں ہے۔ یا ہزاروں کی یا سینکڑوں کی۔ فرمانے لگے میں بالکل نہیں بتا سکتا۔ مجھے علم ہی نہیں۔ کہ تخمیناً بھی کتنی ہے۔ میں نے سخت متعجب ہو کر کہا۔ کہ آپ جماعت کے امیر ہیں۔ آپ کو کچھ تو علم ہوگا۔ مولوی صاحب نے کہا میں مردم شماری تھوڑا ہی کرتا پھرتا ہوں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ اتنا تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ کتنے آدمیوں کے خطوط آپ کی جماعت میں داخل ہونے کیلئے آتے ہیں۔ اسپر بھی وہی جواب ملا۔ کہ مجھے اس کا بھی علم نہیں۔ میں نے کہا اندازاً کہنے لگے بالکل نہیں۔ ساتھ ہی فرمایا۔ میں میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ) کی طرح نہیں کر سکتا۔ کہ ولایت جانے سے پہلے جماعت کی تعداد پانچ لاکھ بتاتے تھے۔ اور وہاں جا کر دس لاکھ بتا دی۔ میں نے کہا ولایت جانے سے پہلے سے آپ کی کیا مراد ہے۔ معاً پہلے یا بہت عرصہ پہلے۔ اور پھر آپ وہ تحریر دکھا سکتے ہیں جس میں تعداد پانچ لاکھ بتائی ہو۔ مولوی

صاحب بہت طیش میں آکر فرمانے لگے - آپ کو میری باتوں کا اعتبار نہیں - کہ ثبوت مانگتے ہیں - پہلے بھی آپ نے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں عبارتیں پوری نقل نہیں کرتا - اور اب اس بات میں جھوٹا قرار دیتے ہیں - کہ میاں صاحب نے پانچ لاکھ کی تعداد بتائی یا نہیں - میں نے عرض کیا مولوی صاحب اتنا خفا نہ ہوجئے - آخر مخالف آپ سے ہر بات کا ثبوت ہی مانگیگا - بالخصوص جبکہ آپ اس کے امام پر جھوٹ کا الزام لگاتے ہوں - ورنہ آپ یہ کہدیں کہ آپ کی ہر بات بغیر چون وچرا کے مانتا چلا جاؤں - مولوی صاحب ذرا اور تیز ہوگئے حتیٰ کہ مجھے افسوس سے کہنا پڑا - آپ ایک جماعت کے امیر ہیں آپ میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کی برداشت کی طاقت ہونی چاہئیے آخر مخالف جب آپ سے بات کریگا - آپ کی غلطیاں نکالیگا - حضرت مسیح موعودؑ کے پاس اشد سے اشد دشمن آتے اور آپ ان کی باتیں برداشت کرتے تھے - اور نہایت اطمینان سے ان کی غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش فرماتے تھے - ہمیں بھی حضورؑ کے نمونے کی پیروی کرنی چاہئیے - لیکن مولوی صاحب پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا - اور اپنے اظہار غصہ میں بڑھتے ہی چلے گئے - یہانتک کہ مجھے کہنا پڑا - میں آپ کی طبیعت سے واقف ہونے کی وجہ سے آپ کے پاس آتے ہوئے گھبراتا تھا - اس پر مولوی صاحب نے اخلاق مہمان نوازی سب بالائے طاق رکھ دئے - اور گرج کر فرمانے لگے - آپ آئندہ کبھی میرے پاس نہ آئیں - اب بھی آپکو کس نے بلایا تھا - میں نے کہا آج تو مجھ سے غلطی ہوگئی ہے - آئندہ انشاءاللہ پرہیز ہی کروں آخر یہاں آکر بیعزتی تو کروائی نہیں جاتی - مولوی صاحب نے کہا بیٹھے آپ کی بیعزتی کیا کی ہے - آپکو اچھی طرح کرسیاں دیکر بٹھایا ہے میں نے کہا خیر آپ اسے بھی کوئی ایسی عزت دینا سمجھتے ہیں - تو ہم گھاس پر بیٹھ جاتے ہیں - کوئی شریف انسان آپ سے یہ توقع نہیں کرسکتا تھا - کہ آپ اس کی اس طرح بیعزتی کرینگے - اس کے بعد میں خاموش ہوگیا - ایک آدھ منٹ کے بعد میں نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہوکر کہا - اب مولوی صاحب سے تو اجازت کا سوال ہی نہیں - کیونکہ وہ تو فرما چکے ہیں - کہ آپ کبھی میرے مکان پر نہ آئیں - اس لئے یونہی چلنا چاہئیے - لیکن بہرحال شرافت کے تقاضا کے ماتحت ہم مولوی صاحب سے اجازت لے کر ہی چلتے ہیں اسپر مولوی صاحب نے انتہائی طیش میں فرمایا - آپ کو شرم آنی چاہئیے - شرم آنی چاہئیے - کبھی کہتے ہیں اجازت کی ضرورت نہیں - اور کبھی اجازت چاہتے ہیں - میں نے کہا مولوی صاحب لیڈر اور نہایت چھینے کا دعویٰ کرنے والے کو اس سے زیادہ حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے - اس کے بعد ہم دونوں کوٹھی سے باہر نکل آئے چند دنوں کے بعد میں تو گورداسپور آگیا - لیکن ہمارے ایک دوست کو مولوی صاحب کا ایک افغان ملازم ملا جس نے نہایت طیش کی حالت میں پوچھا - کہ مرزا عبدالحق کا کیا پتہ ہے -

جماعت احمدیہ شملہ کا ایڈریس

خانصاحب منشی برکت علی صاحب کی خدمتمیں

چونکہ جناب "خاں صاحب" منشی برکت علی صاحب امیر جماعت احمدیہ شملہ گورنمنٹ کی طویل اور قابل تعریف ملازمت کے بعد ریٹائر ہوکر شملہ چھوڑنے والے تھے - اس لئے جماعت احمدیہ شملہ نے جس کی بنیاد خاں صاحب ہی کے ہاتھوں پڑی - اور جس نے ان کی راہنمائی اور سرپرستی میں قابل ذکر ترقی کی - ان کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا - اور نقرئی گھڑی بطور تحفہ دی - خاں صاحب نے ایڈریس کا بہت موزوں جواب دیا - ذیل میں ہم ایڈریس اور اس کا جواب درج کرتے ہوئے جماعت احمدیہ شملہ کی تعریف کرتے ہیں - جس نے اپنی جماعت کے ایک دیرینہ اور نہایت مخلص کارکن کی خدمات کا کھلے طور پر اعتراف کیا - اور دعا کرتے ہیں - کہ خداتعالےٰ خاں صاحب موصوف کو بیش از بیش خدمات دین سرانجام دینے کی توفیق بخشے -

(ایڈیٹر)

مخدوم مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ہم ایک ایسی تقریب کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں - جو کہ جماعت احمدیہ شملہ کیلئے ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے - یعنی ہم ممبران جماعت احمدیہ شملہ اپنے اس دلی خلوص کے اظہار کیلئے جو کہ آپ کی ذات ستودہ صفات سے ہم لوگوں کو ہے - آپکی خدمتمیں حاضر ہوئے ہیں

آپ ان احباب میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک چہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا - اور حضورؑ کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہوئے "ید اللہ فوق ایدیھم" کے مصداق بنے - آپ نے ہماری اس انجمن کی اپنے مبارک ہاتھوں سے بنیاد ڈالی - اور ایک طویل عرصہ کے لئے جو ۲۵-۲۶ سال سے کم نہیں - اس کی ہر ایک مشکل وقت میں رہنمائی فرمائی - ہماری جماعت پر بڑے بڑے ابتلاء اور امتحانات آئے لیکن آپ کی صائب رائے اور غیر متزلزل وفاداری سے جو کہ آپ کو جماعت کے موجودہ خلیفہ وامام حضرت امامنا وسیدنا مرزا بشیرالدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ کے ساتھ ہے - ہماری جماعت کی کشتی جو کہ با اوقات تلاطم سمندر میں باد مخالف کی وجہ سے موجوں کے تھپیڑے کھانے کو تھی - صحیح وسلامت پار پہونچی نہ صرف ہماری کشتی سلامتی سے پار ہوئی - بلکہ آپ کی مساعی اور شبانہ روز کی دعاؤں کی برکت سے ہماری جماعت کیا بلحاظ مال اور کیا بلحاظ حسن عقیدت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اول درجہ کی جماعتوں میں شمار ہوتی رہی - اور حضرت امام ایدہ اللہ بنصرہ کی نظروں میں ایک ممتاز جماعت ٹھہری

آپ نے جماعت کے لئے نہایت قیمتی اور بیش بہا خدمات انجام دی ہیں - اور ہم درحقیقت اللہ تعالےٰ کے ناشکرگذار بندے ہونگے - اگر ہم آپ کی خدمات حسنہ کا کھلے کھلے الفاظ میں اعتراف نہ کریں - کیونکہ دوجہاں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" یعنی جو آدمی خدا کے بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا - وہ خدائے تعالیٰ کا عبد مشکور نہیں بن سکتا -

آپ کو اللہ تعالےٰ نے نہایت اعلیٰ انتظامی قابلیت عطا فرمائی ہے - اور آپ نے اس خداداد قابلیت کو جس احسن طریق سے استعمال کیا ہے - اس پر ہم جس قدر فخر کرسکیں بجا ہے - خدا کرے آپ کا جانشین بھی ان ہی صفات حسنہ کا جامع ہو - جو کہ آپ کی ذات بابرکات میں ہم پاتے ہیں - آپ نے اپنے زمانہ امارت میں ہر ایک بھائی کی رائے کا خواہ وہ کس قدر بھی غریب کیوں نہ ہو - اور اس کی رائے کیسی ہی کیوں نہ ہو - احترام فرمایا ہے - اور جماعت کا انتظام حتی الامکان بگڑنے نہیں دیا - جماعت کا بڑے سے بڑا اور غریب سے غریب مرد آپ کی نظر میں یکساں ممتاز اور واجب الاحترام رہا ہے - آپ نے کسی کو ناراضگی کا کبھی موقعہ نہیں دیا - ہر ایک بھائی کے ساتھ آپ نے ہمدردی اور اخوت کا ثبوت دیا - اور اپنی قیمتی نصائح سے ہر ایک کو مستفید کیا - اور ہر ایک کو بشری لغزشوں سے بچانے کے لئے کوشش کی - آپ نے ہر ایک موقعہ پر جماعت کو تاکید کی - کہ مرکز سے وابستہ رہے - کیونکہ مرکز سے انقطاع ہی ہمارے غیر احمدی بھائیوں کیلئے ذلت اور موت کا پیغام لاچکا تھا - آپ کی یہ حکمت عملی جماعت شملہ کیلئے کامیابی کا باعث بنی - خدا نہ کرے ہم احمدیوں پر کبھی یہ موقع آئے - کہ ہم اپنے مرکز سے منقطع ہوں - کیونکہ اسی مبارک شجر سے پیوند میں جماعت احمدیہ کی حیات مضمر ہے ؛

آپ نے اپنا زمانہ ملازمت بھی نہایت کامیابی سے گذارا یہی وجہ ہے۔ کہ گورنمنٹ نے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو خاں صاحب کا خطاب دیا۔

اب جبکہ آپ اپنی خدمات جلیلہ سے سبکدوش ہونے والے ہیں۔ ہم آپ سے مؤدبانہ استدعا کرتے ہیں۔ کہ اس جماعت کو جس کا پودا آپ نے اپنے ہاتھوں لگایا۔ اور جس کی آبیاری اپنی شبانہ روز کی دعاؤں سے آپ نے فرمائی۔ اور جس نے فی الحال اپنی کونپلیں ہی نکالی ہیں۔ اور جو کہ ابھی اس قدر نازک ہے۔ کہ بادصرصر کی لپیٹ سے ابھی مامون و مصئون نہیں۔ اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کریں۔ اور اس کی ترقی کے لئے حتی الامکان ساعی رہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت اقدس میں اس کی ترقی کے لئے تحریک فرماتے رہیں:۔

ہم اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی مستورات کی طرف سے جناب کی بیگم صاحبہ کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمیشہ جماعت کی بہنوں کے ساتھ نہایت اعلیٰ درجہ کا سلوک فرمایا۔ اور ہمیشہ اپنی سچی ہمدردی کا ثبوت دیتی رہیں۔ امید ہے کہ آپ یہ اظہار شکریہ ان تک پہنچا کر جماعت کو رہین منت فرمائیں گے:۔

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے جن کے مقدس نام پر ہم دوبارہ ایک سلک میں منسلک کئے گئے ہیں۔ آپ کو اور آپ کی بیگم صاحبہ کو اور آپ کے دیگر متعلقین کو اپنے فضل اور رحمت کے سایہ میں رکھے اور عمر طویل عطا فرمائے اور دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔

جناب مکرم۔ یہ ایک نہایت حقیر تحفہ یعنی ایک نقرئی گھڑی جو کہ دیکھنے میں واقعی حقیر ہے۔ مگر اس کے آئینہ میں آپ کو جماعت کی محبت کا عکس ہمیشہ دکھائی دیتا رہیگا۔ بطور یادگار جماعت کی طرف سے پیش خدمت ہے۔ امید ہے آپ اس کو قبول فرمائیں گے۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

جواب منجانب خاں صاحب منشی برکت علی صاحب

برادران کرام! میں آپ کی اس عزت افزائی کا از حد ممنون ہوں۔ اور آپ کی مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے صرف ایڈریس ہی نہیں دیا۔ بلکہ ساتھ ایک تحفہ بھی عنایت کیا ہے۔ اس لئے یہ موقعہ میرے لئے دوہرے فخر کا موجب ہے ایڈریس کے کاغذ نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ اور ایک عرصہ کے بعد ان کی یاد مدھم پڑ جاتی ہے۔ مگر یہ تحفہ جو آپ نے عنایت کیا ہے۔ ایسا تحفہ ہے۔ جو ہر وقت میرے سینے کے ساتھ رہیگا اس کی دید مجھے ہمیشہ آپ کی مہربانیوں کو یاد دلاتی رہیگی۔ اور اس برادرانہ اور محبت کے تعلق کو فراموش نہیں ہونے دیگی۔ جو ایک عرصہ تک آپ کے ساتھ قائم رہا ہے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کی تحریک کرتی رہیگی۔ کہ اے خدا جس طرح دوستوں نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا اور میری عزت افزائی کی۔ تو دین و دنیا میں ان کی عزت کو بڑھا۔ ان کے مال میں اور ان کے ایمان میں ترقی دے۔ ان کے بیوی بچوں کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔ اور انہیں آفات زمانہ سے محفوظ رکھ:۔

دینی محبت کا تعلق

برادران دنیا میں ایڈریس ہوتے ہیں۔ اور تحفے بھی دئے جاتے ہیں۔ مگر ایک خاص بات جو آپ کے ایڈریس اور تحفہ میں ہے۔ جس کی وجہ سے میرا دل ایک خاص خوشی محسوس کر رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کا محرک محض ایک دینی محبت کا تعلق ہے۔ کوئی دنیاوی نمود مد نظر نہیں۔ اور نہ کوئی دنیاوی فائدہ پیش نظر ہے۔ بلکہ اس محبت کا اظہار ہے جو آپ کو محض دین کی وجہ سے اس عاجز کے ساتھ ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کے لئے میں جس قدر بھی اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤں تھوڑا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔ کیونکہ اس کے فضل کے بغیر دلوں میں حقیقی محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔

خدمات دین کی نعمت

برادران! آپ نے میری خدمات کا ذکر کیا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مجھے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تقریباً ۲۶ سال ہو گئے ہیں۔ میں نے ۱۹۰۱ء کے اواخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی حضرت خلیفہ اول کا زمانہ دیکھا۔ اور اب خلافت ثانیہ کا دور دورہ ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ سلسلہ میں داخل ہوتے ہی مجھے سیکرٹری مقرر کر دیا گیا۔ اور ایک باقاعدہ انجمن قائم ہو گئی۔ اس سے پہلے کوئی باقاعدہ انجمن نہیں تھی۔ اب نئے انتظام کے ماتحت قریباً پانچ سال سے دوستوں کی سفارش پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے امیر جماعت مقرر کر دیا ہے۔ اور ساتھ کئی سکرٹری ہیں۔ غرض میں پہلے سکرٹری تھا۔ اور اس وقت سکرٹری ہی ہر قسم کے کام کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ اور اب امیر جماعت ہوں۔ مگر میں کیا اور میری خدمات کیا۔ اور نہ میں اپنے آپ میں کوئی خاص لیاقت پاتا ہوں۔ بلکہ جب میں اپنے اندرونہ کی طرف دیکھتا ہوں۔ تو ہزارہا عیبوں سے پُر پاتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ دوستوں نے مجھ میں کون سی صفت کا مشاہدہ کیا۔ جو مجھے سکرٹری شپ یا امارت کے قابل سمجھا۔ یا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے کون سی قابلیت دیکھی۔ کہ مجھے امیر مقرر کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کی بے نیازی ہے۔ وہ نکتہ نواز ہے۔ اسے کونسی ادا پسند آگئی۔ وہی جانتا ہے۔ مگر جیسا آپ نے اشارہ کیا ہے۔ یہ ایک نعمت الٰہی ہے۔ اور ہزارہا دنیاوی نعمتوں سے بڑھکر جس کے لئے میں خدا تعالےٰ کا شکر گزار ہوں۔

برادران! آپ نے اشارہ کیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں بہت سے ابتلا جماعت پر آئے۔ مگر آپ نے ہر موقعہ پر مجھے صائب رائے اور مستقل مزاج پایا۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کو اپنے فضل سے محفوظ رکھا۔

برادران! میں پھر عرض کرتا ہوں۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ انسانی کوششوں کا بے شک دخل ہوتا ہے۔ مگر انسانی کوشش اسی حد تک بار آور ہوتی ہے۔ جس حد تک قلبی کیفیت رہنمائی کرتی ہے۔ انسان دماغ سے کام لیتا ہے۔ لیکن اگر دل صاف نہ ہو۔ تو ہدایت نہیں ملتی۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں جگہ جگہ دماغ کو اپیل کیا ہے۔ انبیاء اور ان کی امتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کی مثالیں بیان کرکے ہدایت کی طرف دعوت دی ہے۔ مگر قلب سلیم کو زیادہ پسند کیا ہے۔ اور قرآن شریف کے آخر میں اس دعا کو رکھا ہے۔ قل اعوذ برب الناس ملك الناس اله الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس۔ یعنی ہزارہا دلائل اپنی ہستی کے اور ملائکہ کے دئے۔ انبیاء و مرسلین اور کتابوں کی ضرورت بیان کی۔ روز جزا سزا کا ثبوت پیش کیا۔ مگر پھر بھی انسان کو اس بات کا محتاج رکھا۔ کہ وہ وسواس الخناس من الجنة والناس سے اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگے:۔

احمدیت کس طرح نصیب ہوئی

برادران آپ اپنے دل میں غور کریں۔ کیا آپ نے محض اپنے علم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شناخت کیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک انکسار رکھا۔ آپ نے نیک ظنی کی۔ اللہ تعالےٰ پر بھروسا کیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو شناخت کی توفیق دی۔ اگر انبیاء کی شناخت محض دنیاوی علم پر منحصر ہوتی۔ تو ہزارہا عالم فاضل اس نعمت سے محروم نہ رہتے۔ جو آپ کو حاصل ہے۔ آپ میں سے ہر ایک ایک آیت اللہ ہے۔ اور ہر ایک نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص نشان سے پہچانا ہے:۔

میں مختصراً اپنا ذکر کرتا ہوں۔ میں بیعت سے پیشتر احمدیوں سے خوب بحث مباحثہ کیا کرتا تھا۔ اور اکثر سننے والے غیر احمدی میری ذہانت کی داد دیا کرتے تھے۔ مگر میں نے شرافت کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیا حضور علیہ السّلام کی شان میں کبھی گستاخی نہ کی۔ بلکہ محض مسائل پر بحث کیا کرتا تھا۔ وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود علیہ السّلام کا مسئلہ عموماً زیر بحث ہوتا تھا۔ مگر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ احادیث کا اور دوسری کتابوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ ان کے مطالعہ کے لئے اتنا وقت کہاں۔ قرآن شریف جو مختصر مگر جامع ہدایت نامہ ہے۔ اس سے ہر قسم کی مدد ملنی چاہیئے۔ گو عربی نہیں آتی۔ مگر عربی دانوں نے ترجمہ کیا ہوا ہے۔ فیصلہ کرنے سے پیشتر اس کو ایک دفعہ پڑھ لینا چاہیئے۔ چنانچہ جب میں نے پڑھا۔ تو بیسیوں آیات وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر پائیں۔ انہی دنوں میں مَیں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ اس وقت تک میں نے آپ کی شکل نہیں دیکھی تھی اور نہ آپ کی کوئی تصویر دیکھی تھی۔ آپ میرے ساتھ والے احمدیوں کے مکان میں ایک چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے جاکر السّلام علیکم عرض کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ اور فرمایا۔

"برکت علی تم ہماری طرف کب آؤ گے"

میں نے عرض کیا۔ حضور اب آہی جاؤنگا۔ اس کے بعد میں نے تحریری بیعت کرلی۔ اور پھر دارالامان جانے کا اتفاق ہوا۔ تو دیکھا۔ کہ آپ کی صورت ویسی ہی تھی۔ جیسی کہ میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ جس سے دل میں یقین پیدا ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے حق کی طرف رہنمائی کی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا پہلا فضل تھا۔

ابتلا کن لوگوں کو آتے ہیں

آپ کے وصال پر بعض لوگوں کو ابتلا آیا۔ اور اس کے بعد حضرت خلیفہ اول کی وفات پر کئی ایک کو لغزش ہوئی۔ اور اب حضرت خلیفہ ثانی کے وقت میں بعض واقعات ایسے پیش آئے جن سے بعض کمزور طبیعت لوگوں کے دلوں میں تزلزل پیدا ہوا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو بچالیا۔ اگر غور کیا جائے۔ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ ابتلا صرف ان لوگوں کو پیش آتا ہے۔ جو محض اپنے دماغ سے کام لینا چاہتے ہیں اور دل کی کیفیت کو مدنظر نہیں رکھتے۔ واقعہ ایک ہی ہوتا ہے مگر سبب مختلف ہوتے ہیں۔ جو لوگ ابتلا میں پڑتے ہیں۔ وُہ عموماً وہ ہی ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں کدورت ہوتی ہے۔ اور وُہ بدظنی کرکے اس واقعہ کو ایسے اسباب پر مبنی سمجھ لیتے ہیں۔ جو حقیقی نہیں ہوتے۔ یا ابتلا ان لوگوں کو آتا ہے۔ جو اپنے دل و دماغ سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ دوسروں کے سہارے چلتے ہیں اگر وہ ذرا شبہات پیدا کریں۔ تو ان کے دل بھی ڈانواں ڈول ہوجاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہی یہ بھی پھسل جاتے ہیں اصل میں ایسے لوگ جو محض اپنے علم سے اور اپنے دماغ سے حقیقت کو پہونچنا چاہتے ہیں۔ یا محض دوسروں کے سہارے چلتے ہیں۔ وہ بنیادی اصول بھول جاتے ہیں۔ صداقت کے نشان نبیوں کے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبی ہونا ثابت ہوگیا۔ تو پھر جو بھی بدی حضور کی طرف منسوب کی جائیگی۔ وُہ غلط ٹھیرے گی۔ کیونکہ نبی معصوم ہوتا ہے۔ اسی طرح گو خلیفہ معصوم نہیں ہوتا۔ مگر جب اللہ تعالےٰ نے حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو خلیفہ بنایا۔ اور انھوں نے نبوت کے کام کو جاری رکھا بلکہ نبوت کے ساتھ جو بعض پیشگوئیاں وابستہ تھیں۔ وُہ انھی کے ہاتھ سے پوری ہوئیں۔ تو پھر شیعوں کے اعتراضات فضول ٹھیرے اسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا دعوےٰ ثابت ہوگیا۔ تو مکذبین کے سب الزامات غلط قرار پائے۔ اور آپ کے وُہ خلفاء بھی جن کے ہاتھ پر بعض پیشگوئیاں حضور کی پوری ہوئیں معصوم ٹھیرے۔

خلافت حقّہ

یاد رکھو۔ اس وقت دنیا میں ایک ہی خلافت حقّہ ہے اس کے علاوہ کوئی اور دینی خلافت نہیں۔ اس خلافت حقّہ کی غیرت ایسی اللہ تعالےٰ کو ہے۔ کہ باقی سب خلافتیں اس نے مٹادیں۔ ترکوں کی خلافت نہ رہی۔ شاہ حسین کی خلافت جاتی رہی۔ لوگوں نے پھر خلافت قائم کرنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام ہے اور اب بھی اگر کوشش کریں گے۔ تو یقیناً نامراد رہیں گے۔ مجھے غیر مبایعین کی خلافتوں پر ہنسی آیا کرتی ہے۔ ناسمجھوں نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو کیا سمجھا۔ کہ اس کی خلافت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ لے بیٹھے۔ وُہ نبی ہے۔ اور نبی بھی ایسا کہ بروز محمدؐ ہے۔ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی اور کی خلافت چل سکی۔ کہ تم حضورؑ کے بروزی خلافت کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کی غیرت نے خلافت کے نام پر جو سلطنتیں اٹھیں۔ ان کو تباہ کر دیا۔ تو تمھاری کیا ہستی ہے۔

برادران میں نے یہ قصّہ کیوں دوہرایا ہے۔ محض اس لئے کہ واقعات سے جو سبق ملتا ہے۔ اُسے یاد رکھنا چاہیئے شیطان ہر وقت پیچھے لگا ہوا ہے۔ قدم قدم پر ٹھوکر کا اندیشہ ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ غافل دیکھکر ہمیں مصیبت میں مبتلا کردے۔

خلیفہ سے تعلق

برادران آپ نے اپنے ایڈریس میں یہ بھی اشارہ کیا ہے۔ کہ میں ہمیشہ اس امر کے لئے کوشاں رہا ہوں۔ کہ ہمارا تعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مضبوط ہو۔ اگر نظر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہی دین و دنیا کی کامیابی کی کلید ہے نظام قومی ایک بڑی بابرکت شے ہے۔ اس لئے جسقدر محبت اور فرمانبرداری کا تعلق حضور سے بڑھایا جائیگا۔ اسی قدر اس نظام میں استحکام پیدا ہوگا۔ اور پھر میں نے یہ بھی ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ موجودہ خلیفہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمیں ایسا ملا ہے۔ جو ہر امر میں کمال رکھتا ہے۔ محض عربی خوان نہیں۔ بلکہ موجودہ علوم سے پوری واقفیت رکھتا ہے۔ یہی نہیں۔ کہ نمازیں پڑھادیں۔ اور امامت کرا چھوڑی۔ بلکہ اصلاح اخلاق اور اصلاح تمدن کا بھی پورا خیال رکھتا ہے۔ تبلیغ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کی جو تجاویز ہیں کمال کردیا۔ اور سیاست میں دخل دیا۔ تو دشمن بھی عش عش کر اٹھے۔ غرض ہر پہلو میں بے نظیر ہے۔ جہاں تک ہوسکے۔ اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ کوتاہی کی۔ تو پچھتائیں گے۔ بعد میں آنے والے تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں بھی ایسا خلیفہ ملتا۔

امیر جماعت کا احترام

برادران۔ میں نے جو اکثر کوشش کی ہے۔ کہ امیر جماعت کا خاص طور پر احترام کیا جائے۔ اُس کی بھی یہی وجہ ہے۔ کہ اگر لوکل عہدیداروں کا احترام نہ کیا جائے۔ تو مرکزی عہدیداروں کی عزت بھی کم ہوجاتی ہے۔ اور اس کے بعد خلیفۃ المسیح کی توقیر بھی اتنی نہیں رہتی۔ چنانچہ دیکھ لو جن لوگوں نے جماعت کی پروا نہ کی۔ وُہ بالآخر مرکزی عہدیداروں پر نکتہ چینی پر آمادہ ہوگئے۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات ستودہ صفات کو بھی نہ چھوڑا

خوشگوار تعلقات

برادران۔ اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ اتنے لمبے عرصہ میں ہمارے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے ہیں۔ اور ہماری جماعت اخلاص میں ممتاز رہی ہے۔ انتظامی حالت ہماری نہایت اعلےٰ رہی ہے۔ اور جن دوستوں کو یہاں سے الگ ہوکر دوسری جگہ جانا پڑا ہے۔ انھوں نے اس امر کی شہادت دی ہے۔ کہ ایسا انتظام بہت کم جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ انھوں نے جاکر خود جو کام کئے ان سے اعلےٰ تربیت کا ثبوت دیا۔ جو انھیں اس جماعت میں رہکر حاصل ہوئی۔ شیخ فضل کریم صاحب مرحوم۔ صوفی فضل الٰہی صاحب چودھری عبد الکریم صاحب اور منشی عبد الرحیم صاحب اس کی مثالیں ہیں۔ جہاں چار دوست اکٹھے ہوں۔ وہاں کبھی نہ کبھی کشمکش کا ہوجانا ناممکن نہیں ہے۔ مگر میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے۔ کہ پارٹی فیلنگ نہ ہو۔ دھڑا بندی نہ ہو۔ اور میں اللہ تعالےٰ کا شکریہ کرتا ہوں۔ کہ اس کے فضل سے کامیاب ہوا۔ گذشتہ دو تین سالوں میں بے شک بعض ناگوار واقعات پیش آئے۔ مگر پارٹیاں نہیں بن سکیں اور یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ اس میں محض ہماری کوششیں ہی نہیں۔ بلکہ زیادہ تر حصّہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی توجہ

اور دُعا کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عرصہ دراز تک حضور کا سایہ ہمارے سروں پر رکھے۔ اور حضور کی دینی اور دنیوی کوششوں میں جو وہ جماعت کی بہبودی کے لئے کر رہے ہیں۔ برکت دے ٭

شکریہ

برادران! میں آپ کا ممنون ہوں۔ کہ آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ مہربانی کا برتاؤ رکھا۔ اور ان احباب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنھوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے میری رہنمائی کی۔ اور جماعت کے جملہ کاموں میں بڑی خوشی اور دلی تپاک سے میری امداد کی۔ میرے عہدہ کا خاص طور پر احترام کیا۔ بلکہ میں یہاں تک کہہ سکتا ہوں۔ کہ بحیثیت سکرٹری یا امیر جو میں نے فیصلہ کیا۔ انھوں نے اُسے بطور حکم مانا۔ بلکہ بعض اوقات ان کی رائے کے خلاف بھی اگر کوئی امر طے ہوا۔ تو انھوں نے خوشی سے قبول کیا۔

درخواست معافی

برادران! عہدہ امارت چاہتا ہے۔ کہ کسی کی بے جا طرفداری نہ کی جائے۔ اور نہ کسی کے خلاف محض ضد اور عناد کی وجہ سے کینہ رکھا جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جہاں تک ہو سکا میں نے جماعت کے معاملہ میں ذاتی اغراض کو نہیں آنے دیا۔ اور ہمیشہ جماعت کے مفاد کو مدنظر رکھا ہے۔ چنانچہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ میں نے بعض اوقات جماعت کا احترام کرتے ہوئے اپنی رائے کو ترک کر دیا۔ تاہم اگر کسی دوست کو میری وجہ سے رنج پہونچا ہو۔ تو میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ وہ میری کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے معاف کر دیں گے۔ کیونکہ میں نے دانستہ کسی کو رنج پہونچانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اور کوئی انسان کمزوری سے خالی نہیں ٭

برادران! آپ نے میری اہلیہ محترمہ کو بھی عزت کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ بعض باتیں جو میں نے آپ کے ایڈریس کے جواب میں عرض کی ہیں۔ وہ ان کی طرف سے بھی ہیں۔ میں ان کی طرف سے اور کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔ سوائے اس کے کہ وہ آپ کی اس مہربانی کی بڑی ممنون ہیں۔ نیز آپ کے ذریعہ سے جملہ احمدی بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہیں۔ اور دل سے دعائیں دیتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ اور آپ کے بال بچوں کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال کرے ٭

برادران۔ آخیر میں میں پھر آپ کی مہربانی اور عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس کا اظہار آپ نے ایڈریس کے پیش کرنے اور تحفہ عنایت کرنے میں کیا ہے ٭

آریہ سماج کو چیلنج

دینانگر کی آریہ سماج نے ہمیں چیلنج دیا۔ کہ صداقت مسیح موعود پر ہم سے بحث کرو۔ ہم نے اسے بخوشی منظور کر لیا۔ ۱۴ راگست ۱۹۲۸ء مقام قادیان مقرر ہوا۔ یکم اگست کو شرائط کے تصفیہ کے لئے خط و کتابت شروع ہوئی۔ آریہ سماج دینانگر نے ویدک دھرم کے مباحثہ میں اپنے لئے پندرہ منٹ اور ہمارے لئے دس منٹ مقرر کر کے بے انصافی کی تھی۔ مگر نمائندہ آریہ سماج دینانگر لالہ ہری رام صاحب آف قادیان کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں۔ اور باوجود سمجھانے کے آخر تک اس پر اصرار کرتے ہیں۔ تاکہ مباحثہ نہ ہو جائے:۔

(الف) "پہلی اور آخری تقریر ہماری ہو گی۔ کیونکہ معترض ہم ہونگے"

(ب) "الزامی جواب دینے کا آپ کو حق نہیں ہوگا"

پھر انتظام مباحثہ اور حفظ امن کی ذمہ واری جماعت احمدیہ پر ڈال کر تحریر فرماتے ہیں:۔

"پریذیڈنٹ جلسہ ہمارا ہی تجویز کردہ ہوگا"

ہم نے انھیں کہا۔ پریذیڈنٹ ہر دو فریق کا علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ مدعی کی پہلی اور آخری تقریر ہوا کرتی ہے۔ عقلاً۔ قانوناً اور رواجاً یہی دستور ہے۔ شرط نمبر ب ہم نے دینانگر کے مباحثہ میں رکھی تھی۔ مگر وہاں کی سماج نے اسے کٹوا دیا تھا۔ اس لئے اب یہ قابل تسلیم نہیں۔ یا پھر آپ مقابلتہً ویدک دھرم کا کوئی مسئلہ رکھ لیں۔ بہت لمبی خط و کتابت کے بعد جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔ انھوں نے ان اور ایسی ہی دیگر شرائط پر اصرار کیا۔ اور بصورت ثانی مباحثہ سے انکار کر دیا۔ لہٰذا ۱۴ راگست کو ان کا کوئی پنڈت نہ آیا۔ حالانکہ ۴ راگست کی رات کو پبلک جلسہ میں ہم نے اسی مضمون کے متعلق کھلا چیلنج دیا تھا۔

نوٹ۔ اگر آریہ سماج کو اپنی شرائط کی معقولیت کا شبہ ہو تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے کسی مسئلہ مثلاً دیانند جی کے رشی ہونے پر انہی شرائط پر بحث کر لے تا حقیقت آشکارا ہو جائے۔ کیا آریہ سماج اسے منظور کرے گی؟

خاکسار اللہ دتا۔ جالندھری۔ مبلغ جماعت احمدیہ قادیان

وصیتیں

نمبر ۲۸۸۴۔ میں محمد شریف ولد چوہدری شرف الدین قوم بھٹی ساکن وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ صرف ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو بمعہ الاؤنس ماہوار ۱۲۵ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا (۲) اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہوگی۔ تو اس کے اسی قدر حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (۳) اگر میں اپنی زندگی میں کسی اور پیدا شدہ جائداد کی قیمت میں سے کوئی روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ یا ایسی جائداد کا کوئی حصہ حوالہ کر دوں۔ تو اس قدر حصہ یا روپیہ حصہ وصیت کردہ سے منہا ہو جائیگا۔ ۲۰ مئی ۱۹۲۸ء العبد محمد شریف ولد چوہدری شرف الدین سب انسپکٹر پولیس سندھ سی آئی ڈی۔ کراچی بقلم خود۔ گواہ شد نیاز محمد انسپکٹر پولیس سی۔ آئی۔ ڈی کراچی گواہ شد علی احمد ہیڈ کنسٹیبل سندھ سی۔ آئی۔ ڈی۔ کراچی ٭

نمبر ۲۸۸۶۔ میں روشن دین ولد میاں کرم الٰہی مرحوم قوم مغل عمر ۱۶ سال ساکن سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۵/۱۹ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد ایک مکان پختہ واقعہ سیالکوٹ قیمتی قریباً ۳۰۰۰ روپے ہو۔ علاوہ ازیں میرا دو ہزار روپیہ بذمہ حساب شملہ بنک سیالکوٹ ہے۔ جو فیل ہو گیا تھا۔ اور اب اس کا وقت ۱/۱۰ تہ میں ہے۔ روشن دین موصی سکرٹری تعلیم و تربیت گواہ شد محمد بشیر بقلم خود۔ گواہ شد محمد حسین سکرٹری وصایا سیالکوٹ ٭

نمبر ۲۸۸۱۔ میں غلام فاطمہ زوجہ محمد بشیر قوم مغل عمر ۳۰ سال ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۵/۱۹ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کیوقت میری جسقدر جائداد ہو۔ اُسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد زیورات طلائی قیمتی ۱۲۰۰ روپے ہے۔ غلام فاطمہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد بشیر بقلم خود۔ گواہ شد روشن دین بقلم خود۔

نمبر ۲۸۸۷۔ میں عائشہ بی بی زوجہ بابو روشن دین قوم مغل عمر ۴۰ سال ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۵/۱۹ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کیوقت میری جسقدر جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زیورات قیمتی ۱۰۰۰ روپیہ۔ فقط عائشہ بی بی زوجہ بابو روشن دین موصیہ گواہ شد۔ روشن دین سکرٹری تعلیم و تربیت خاوند موصیہ۔ گواہ شد محمد بشیر بقلم خود۔ گواہ شد محمد حسین سکرٹری وصایا۔

نذیر احمد صاحب برق کو اطلاع

ایک احمدی دوست جنکا نام منشی نذیر احمد صاحب برق ہے پچھلے دنوں منٹگمری آئے تھے۔ اور جیل میں مدرسی کے لئے درخواست دی تھی۔ کچھ عرصہ انھوں نے انتظار کیا۔ لیکن اس خیال سے کہ شاید نوکری نہ ملے۔ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ اب محکمہ جیل نے ان کو ان کی تعیناتی کے سلسلہ میں بلایا ہے۔ اگر وہ دو چار دن تک نہ آئے۔ تو اسامی کسی اور کو مل جائیگی۔ تنخواہ اغلباً ۴۵ روپیہ ماہوار ہوگی۔ اس لئے نذیر احمد صاحب برق جہاں بھی ہوں۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل منٹگمری کو بذریعہ تار اطلاع دیں۔ اور مجھے بذریعہ خط مطلع کریں کہ آیا وہ آنا چاہتے ہیں۔ یا نہیں۔ محمد شریف پلیڈر منٹگمری ٭

دُنیا کا حقیقی محسن

کتابی صورت میں چھپ گئی!

یعنی وُہ تقریر جو

بتاریخ ۱۷ جُون کو

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں مجمع عام کے سامنے فرمائی

جس میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت بیش بہا احسانات اور عدیم المثال قربانیوں کا نہایت ہی مدلل۔ پاکیزہ اور اچھوتے طرز میں ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ دلائل و واقعات کی بنا پر ان تمام اعتراضوں کا بھی اصولی رنگ میں فیصلہ کر دیا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی پاکیزہ سیرت پر کئے جاتے ہیں۔

احباب کو چاہئے کہ

اس نہایت ہی ضروری تقریر کو

اپنے اور بیگانوں میں کثرت سے تقسیم کریں

قیمت فی نسخہ ۲/ ایک روپیہ کے پانچ۔ اور تقسیم کرنیوالوں کو تقریباً لاگت پر یعنی چودہ روپے سینکڑہ کے حساب سے ملے گی۔

نوٹ:۔ ایک روپے سے کم کا وی۔ پی نہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان۔ ضلع گورداسپور

اورینٹل ہوس لنڈن

لنڈن میں تجارت سلسلہ کے روپے سے قائم ہوئی۔ میں نے سلسلہ کے روپے سے آٹھ سال اس ملک میں کام سیکھا۔ اور واقفیت حاصل کی۔ میں جماعت احمدیہ کی بالخصوص اور عام مسلمانوں کی بالعموم تجارت میں جہاں تک ممکن ہو۔ مدد کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ لہٰذا احباب سے درخواست ہے۔ کہ اگر آپ کو انگلستان میں کچھ خرید یا فروخت کرنا ہو۔ یا کوئی دوسرا کام ہو۔ تو بلا روک لکھ دیں۔

المشتہر

عزیز الدین احمدی منیجر اورینٹل ہوس

4 Star street
Edgware Road
London - W-2

تبلیغ کے لئے وسیع میدان

ایسے ملک میں جہاں حجر شجر حجر بقر خدا مانے جاتے ہیں وہاں سات سمندر پار سے عیسائی آ کر ایک ناتوان انسان کو خدا منواتے ہیں ان کو دیکھ کر گوموتر اور گوبر سے شدھی کرنے والوں کو بھی حوصلہ ہو گیا مگر آہ بولتے ہمکلام۔ ہوتے رب العالمین اور حیات النبی ختم المرسلین کے نام کی تبلیغ کرنیوالے غافل ہیں۔ اگر آپ کو تبلیغ کرنی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ تو قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دوگے۔ دوستو ان بچپتانیکے دنوں سے فائدہ اٹھانیکے لئے ہم سے مفت لٹریچر منگا کر تقسیم کرو۔ جو تبلیغ کا بہتر ذریعہ ہے۔ المشتہر: منیجر اخبار دعوت اسلام چاندنی چوک دہلی

حیرت انگیز رعایت

جناب من تسلیم!

مجھکو روح بصارت کا نمونہ جو تمام امراض چشم کیلئے اکسیر ہے مفت روانہ فرمائیے۔ بعد از استعمال اگر مفید ثابت ہوا۔ تو ایجان ڈری سے ایک شیشی ضرور منگواؤں گا۔ ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک روانہ کرتا ہوں۔

نام ... ...

پتہ ... ٹکٹ

یہ کوپن پُر کرنے کے بعد مفصلہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں۔

شاہ اینڈ کو رجسٹرڈ رسیمان بھاٹی گیٹ لاہور

ہندوستان کی خبریں

دہلی ۶ر اگست۔ ڈاکٹر شفیع احمد صاحب مدیر "زلزلہ" کے مقدمہ کا آج فیصلہ سُنا دیا گیا۔ "زلزلہ" مورخہ ۱۲-۲۲-۲۶- نومبر میں جو مضامین شایع ہوئے تھے۔ ان کی بنا پر مقدمہ چل رہا تھا۔ عدالت نے ہر مضمون کے لکھنے پر چھ چھ ماہ قید محض کی سزا دی۔ سزائیں ایک ساتھ شروع ہونگی۔ مسٹر عبد الحمید صاحب طابع و ناشر کو دو ماہ قید کا حکم سنا دیا گیا۔

بنارس ۴ر اگست۔ مہاراجہ محمود آباد کے انگریزی اخبار کا پہلا پرچہ یکم اکتوبر کو شایع ہوگا۔ مسٹر جے جی مترو سابق مینجنگ ایڈیٹر "پانیر" ادارت کے فرائض ادا کریں گے۔

الہ آباد ۹ر اگست۔ آج ڈاکٹر سلیمان قائمقام چیف جسٹس نے سر مالکم ہیلی کو حلف وفاداری دیا۔ اور ۱۷ توپوں کی سلامی سے جدید عہدہ پر فائز ہونے کا اعلان کیا گیا۔

دہلی ۸۔ اگست "پانیر" نے ۲۔ اگست کی اشاعت میں حادثہ بلور کے متعلق روزنامہ فارورڈ سے ایک مضمون نقل کیا تھا۔ جس پر ایسٹ انڈین ریلوے نے اس پر ۵ لاکھ روپے کا دیوانی دعوےٰ کر دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ "پاؤنیر" کی طرف سے اس دعوےٰ کی جوابدہی کے لئے سر تیج بہادر سپرو کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

پشاور ۶ر اگست۔ افغانستان کی حکومت کے موسم گرما کے صدر مقام پغمان میں ۱۶ اگست کو جشن آزادی منانے کی تجویز ہوئی ہے۔ عظیم الشان تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ہندوستان سے بھی بہت سے آدمی جشن میں شریک ہونے کے لئے جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ امیر کابل ایک جرگہ (پارلیمنٹ) بھی منعقد کریں گے اس جرگہ میں ان متعدد اصلاحات پر بھی بحث کی جائیگی۔ جو آپ ملک میں نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ان اصلاحات میں رسم پردہ اور تعدد ازدواج کے مسائل بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ افغانی افواج میں آفریدیوں اور دیگر سرحدی قبائل کے بھرتی کرنے کے مسائل پر بھی بحث کی جائیگی۔

مدراس ۶ر اگست۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گذشتہ ہڑتال کیوجہ سے ۲۰ر جولائی سے ۳۱ جولائی تک ساؤتھ انڈین ریلوے کو تقریباً دس لاکھ کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔

بمبئی ۵ر اگست۔ پونہ سے جو پیغامات موصول ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تصفیہ بردولی کے بہت سے اہم امور طے ہو چکے ہیں۔ جوڈیشل افسر ایک تجربہ کار افسر بندوبست کے ساتھ ملکر تحقیقات کریں گے۔ تمام اہم معاملات میں جوڈیشل افسر کا فیصلہ آخری ہوگا۔ حکومت مستعفی ملازموں اور پٹیلوں کو بحال کر دے گی۔ اور جن کاشتکاروں کو سخت نقصان پہونچا ہے۔ انھیں امداد بھی دے گی۔ اس تصفیہ نامرضیہ کا حسن و خوبی تصفیہ بڑی گفت وشنید کے بعد عمل میں آیا ہے۔

دہلی ۵ر اگست۔ اس امر کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل خلافت کمیٹی اور جمعیۃ علما کا ایک متحدہ جلسہ بتاریخ ۲۵-۲۶-۲۷ ماہ رواں کو اس غرض کے لئے منعقد کیا جائیگا کہ آل پارٹیز کانفرنس کے متعلق عام مسلمانوں کا خیال ظاہر کرے۔ جو بتاریخ ۲۸ر اگست بمقام لکھنؤ منعقد ہوگی۔

پشاور ۸ر اگست۔ ملکۂ افغانستان اپنے ملک کی عورتوں کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ شاہ افغانستان کی اجازت سے ۱۲۵۔ افغان لڑکیاں ترکی بھیجی جا رہی ہیں۔ تاکہ وہاں سے ڈاکٹری کیمسٹری وغیرہ سیکھ لیں۔

اخبار سوراجیہ دہلی رقمطراز ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب بھرت پور امریکہ کے بنکوں سے روپیہ لینا چاہتے ہیں۔ آپ کی بہت سی جائداد بیرون ہند میں بھی موجود ہے۔ آپ بہت بڑے پیمانہ پر ٹھیکہ داری کریں گے۔ نئی دہلی کے ریلوے سٹیشن اور آل انڈیا میموریل ہسپتال کی تعمیر کا ٹھیکہ شاید آپ کو ہی ملیگا۔ میرٹھ کا مشہور و معروف بند آپ ہی تعمیر کرائیں گے۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ سرکار ہند کے دفتر ۱۶۔ اکتوبر سے دہلی منتقل ہوتے شروع ہو جائیں گے۔ اور ۲۶ر اکتوبر تک یعنی وائسرائے صاحب نیز سائمن کمیشن کی آمد تک سب کے سب دہلی پہونچ جائیں گے۔

راولپنڈی ۶ر اگست۔ دو انگریز فوجیوں کے خلاف اسسٹنٹ کمشنر کوہ مری کی عدالت میں مقدمہ چل رہا تھا۔ ان پر یہ الزام تھا۔ کہ وہ کوہ مری کے جوہری گندھرا اینڈ کمپنی کی دوکان سے سنہری چوڑیاں چرا کر بھاگ گئے تھے۔ ہر دو ملزموں کو تین تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔

ہندوستان کا وائسرائے ہندوستان کے خزانہ سے حسب ذیل رقوم سالانہ حاصل کرتا ہے۔

تنخواہ سالانہ	۲ لاکھ پچاس ہزار آٹھ سو۔
گزارے کا الاؤنس	چالیس ہزار۔
اجارے کا الاؤنس	ایک لاکھ چھپن ہزار
عملہ ذاتی اور خانگی مصارف۔	چار لاکھ اکہتر ہزار
دورے کے مصارف	تین لاکھ پینسٹھ ہزار۔
بینڈ باڈی گارڈ اور ذاتی عملہ فوج۔	چار لاکھ چھتیس ہزار
کل میزان	سترہ لاکھ اٹھارہ ہزار نو سو

بمبئی ۹ر اگست۔ حکومت نے حکم دیا ہے۔ کہ بردولی کے تمام قیدی رہا کر دئے جائیں۔

ممالک غیر کی خبریں

اتھنز ۴ر اگست۔ سابق وزیر مالیات موسیو لونس اور ہیلس کو بدمعاش اٹھا کر لے گئے۔ گرفتار کرنے والے ۲۵ ہزار پونڈ زر فدیہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور دھمکی دیتے ہیں۔ کہ اگر افواج نے ان کا تعاقب کیا۔ تو قیدیوں کو قتل کر دیں گے۔

شکاگو ۵ر اگست۔ امینوئیل ایلیر قائمقام چیف جج شکاگو اور ان کے والد مارس ایلیر جو ٹیکس کلکٹر ہیں۔ ۱۸۰ دیگر اشخاص کے ساتھ ۲۲ جرائم میں ماخوذ کئے گئے ہیں۔ ان کے جرائم میں قتل کی سازش۔ رشوت ستانی۔ فریب دہی۔ بدفعلی کی حمائت اور قمار بازی بھی شامل ہیں۔ تمام ملزموں کی تین تین ہزار پونڈ کی ضمانت لی گئی ہے۔ باوجود اس الزام کے چیف جج صاحب نے کہا کہ میں اپنے عہدہ سے نہ تو مستعفی ہوتا ہوں۔ اور نہ چیف ججی کا لباس اتاروں گا۔

قاہرہ ۶ر اگست۔ وزیر تعلیم نے تمام پارٹیوں سے استدعا کی ہے۔ کہ وہ طلبہ کی فلاح و بہبودی کی خاطر ان کی تمام انجمنوں کو توڑ دیں۔ تاکہ آئندہ آنے والی نسل اپنے ملک کے بہترین مفاد کے لئے جنگ کرنے کے قابل بنائی جا سکے۔

ٹاکن کی یونیورسٹی کونسل نے جملہ تعلیمی درسگاہوں کے منتظمین کے نام ایک گشتی مراسلہ بھیجا ہے۔ کہ جملہ سکولوں میں فوجی تربیت فوراً شروع کی جائے۔

لنڈن ۴ر اگست۔ دی رائٹ آنریبل سید امیر علی آج اپنے مکان واقعہ سیسکس میں یکایک انتقال فرما گئے۔ مرحوم مشہور ہندوستانی ماہر قانون اور فاضل اور پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے معزز رکن تھے۔ اور آپ کی عمر ۷۹ سال تھی۔

تبت کے علاقہ پو میں زراعت پیشہ طبقہ حکومت کے خلاف سخت جنگ کر رہا ہے۔ بغاوت زدہ علاقہ کے شمالی حصہ میں جس کو پوتو کہتے ہیں۔ سرکاری سپاہ نے باغیوں کو مغلوب کر لیا ہے مگر جنوبی حصہ جسکو پومیں کہتے ہیں۔ ہنوز سختی سے مزاحمت کر رہا ہے۔

ماسکو ۵۔ اگست۔ موسیو چیچرین نے نمائندہ جرائد سے بیان کیا۔ کہ مسٹر کیلوگ کا مجوزہ معاہدہ دولت روسیہ کے خلاف ہوگا۔ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ روس کو قطعاً الگ رکھا جائے۔ اور یہ معاہدہ دولت روسیہ کے خلاف جنگ کرنے کا ایک آلہ ہوگا۔

رگبی ۷ر اگست۔ ٹانکن میں برطانی قونصل خانہ پر چینیوں کے حملہ کرنے کے سلسلہ میں جو گفت وشنید احرار چین اور برطانی حکام میں بمقام شنگھائی ہو رہی ہے۔ اس کے تصفیہ کی امید بندھ گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بہت جلد آخری فیصلہ ہو جائیگا

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا۔

پہلو سے پہلو لگا کر بیٹھنا اور مسلسل کئی گھنٹے تک فرش زمین پر بیٹھنا اور قرآن کریم کے حقائق و معارف کو نہ صرف ہمہ تن گوش ہو کر سننا اور ان پر وجد کرنا بلکہ ان کو قلم بند کرنے کی بھی کوشش کرنا۔ ایسا دلکش نظارہ پیش کرتا ہے۔ جو دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ سامعین درس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی سے اچھی حیثیت اور اعلیٰ طبقہ کے اصحاب مجسٹریٹ۔ وکیل رئیس گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدیدار بھی ہیں۔ پھر دینی اور دنیوی اعلیٰ علوم رکھنے والے بزرگ بھی ہیں۔ لیکن سب کے سب کسی قسم کی تکلیف کا احساس کئے بغیر اس انہماک اور مشغولیت سے درس سنتے ہیں۔ کہ گویا ایک نہایت قیمتی خزانہ کے دروازے ان کیلئے کھولدئے گئے ہیں۔ اور جلد سے جلد اس خزانہ کا زیادہ سے زیادہ حصہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ قرآن کریم دنیا کے [illegible] خزانوں سے قیمتی خزانہ ہے۔ اور اس میں بھی کیا شک ہے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کو خدا تعالیٰ نے اس خزانہ کو تقسیم کرنے کی خاص قدرت اور توفیق بخشی ہے ؛

روزانہ درس کے عام اوقات ۲½ بجے سے ۵ بجے تک اور پھر ایک گھنٹہ نماز عصر کے لئے چھٹی کرنے کے بعد ۶ بجہ سے ۷ بجے تک مقرر ہیں۔ لیکن عام طور پر اس سے زیادہ وقت صرف کیا جاتا ہے۔ کل سامعین درس کی تعداد چار پانچ سو کے درمیان ہوتی ہے۔ کچھ غیر احمدی اصحاب بھی درس سننے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ مستورات بھی مسجد کے اس حصہ میں بیٹھکر درس سنتی ہیں جو ان کے نماز پڑھنے کے لئے بر عائت پردہ مقرر ہے۔

احباب کرام کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے لئے خاص طور پر دعا کرنی چاہیئے۔ جو ایسے سخت گرمی کے ایام میں اور کاموں کے علاوہ روزانہ قریباً چار گھنٹے درس القرآن دیتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے صحت و تندرستی میں رکھے اور آپ کے فیضان کے دائرہ کو وسیع فرمائے۔

انشاء اللہ تعالیٰ پہلے دن کے درس کا ایک حصہ عنقریب اخبار میں درج کیا جائے گا۔ جس سے ناظرین اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ کس شان سے حقائق القرآن بیان کئے جا رہے ہیں۔ اور ان سے مستفیض ہونے والے کیسے خوش نصیب ہیں۔ وہ احباب جو ابھی تک درس میں شمولیت کیلئے نہیں آسکے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اب بھی جلد سے جلد تشریف لائیں۔ ایسا موقع روز بروز نہیں ملا کرتا۔ اور وقت پر محروم رہ جانے کی وجہ سے جو افسوس ہوتا ہے۔ اس کا ازالہ کسی صورت میں نہیں ہو سکتا ؛

اخبار احمدیہ

ضرورت معلم
کراچی میں ایک صاحب کو اپنے بچوں کی تعلیم کے واسطے ایک ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو عربی اور انگریزی اور دینیات بخوبی پڑھا سکتا ہو۔ تنخواہ مبلغ ۵۰ ماہوار علاوہ مکان و خوراک کے ہوگی۔ درخواستیں بنام ناظر امور عامہ آئیں۔

درخواست دعا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور پرانے مخلص اور پر جوش احمدی مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی جو گلگت میں ملازم تھے۔ ریٹائر ہو کر واپس آگئے ہیں۔ مولوی غلام حسین صاحب کی اہلیہ وجع المفاصل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ میں تمام احباب سے نیاز مندانہ درخواست کرتا ہوں کہ ان کی اہلیہ کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں ؛ خاکسار عرفانی

۲۔ خاکسار کے والد شیخ غلام نبی صاحب سیٹھی عرصہ سے بعارضہ دمہ بیمار ہیں۔ احباب کرام دعا صحت فرمائیں۔ کرم الٰہی سیٹھی

۳۔ میرے بزرگوار قبلہ منشی اکبر علی خاں صاحب شاہجہانپوری عرصہ دراز سے بیمار ہیں کوئی صورت افاقہ کی نظر نہیں آتی۔ احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں ؛ محمد بدر الحسن کاتب

۴۔ میرا چھوٹا بھائی اور چھوٹی ہمشیرہ کھانسی میں مبتلا ہیں احباب دعا صحت فرمائیں۔ عظیم الدین ہیڈ ہیلپر

۵۔ میرے مکرم والد بابو محمد اشرف خاں صاحب ساکن فیروز پور چھاؤنی کئی یوم سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب دردِ دل سے صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار نذیر احمد

۶۔ بندہ ایک دوکان کسی سے روپیہ لیکر نکال رہا ہے احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے ؛ رحمت اللہ لاکہ موسے

اعلان نکاح
مسماۃ اقبال بیگم بنت خان بہادر غلام محمد صاحب گلگتی کا نکاح منشی محمد اکبر خاں صاحب ہیڈ کلرک دفتر اردو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع ملتان سے ایک ہزار روپیہ مہر پر بتاریخ ۲۵ر جولائی ۱۹۲۸ء کو مسجد مبارک میں ہوا۔ جناب مولوی سرور شاہ صاحب نے نکاح کا اعلان فرمایا۔ (نوٹ) رخصتانہ پر جو زیور ڈالا جائیگا وہ مہر میں شمار نہ ہوگا۔ ناظر امور عامہ

ولادت
اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۱۵ر جولائی ۱۹۲۸ء کو میرے گھر بچہ دیا ہے حضرت اقدس نے برکات احمد نام تجویز فرمایا۔ تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ بچہ کی درازی عمر بخت آوری اور خادم دین ہونے کے متعلق دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔ خاکسار عنایت اللہ ملتان

۲۔ ۲ر جولائی ۱۹۲۸ء عاجز کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے "امۃ اللطیف" نام تجویز فرمایا جملہ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں خدا تعالیٰ زچہ و بچہ کو کامل تندرستی عطا کرے۔ سید محمد عبد الرحیم لدھیانہ

چندہ خاص میں دور کے ممالک سے احمدی مستورات کا حصہ

چندہ خاص کی تحریک بیرونی ممالک کی تمام جماعتوں میں ارسال کی گئی ہے۔ اب مشرقی افریقہ سے سب سے پہلے دفتر بیت المال میں جماعت جنجہ افریقہ کا فارم ۹۰۵ شلنگ کا پہونچا ہے۔ اس فارم میں جہاں یہ خصوصیت ہے۔ کہ وعدے بشرح تیس فیصدی لئے گئے ہیں۔ وہاں یہ بھی ہے کہ اس جماعت کی مستورات نے بھی "چندہ خاص" میں حصہ لیا ہے۔ چنانچہ مکرمی ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب۔ ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب ڈاکٹر احمد الدین صاحب۔ ملک نصر اللہ خاں صاحب اور ثناء اللہ صاحب کے وعدے بشرح تیس فی صدی ہیں۔ اور اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب۔ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب اور اہلیہ عبد الحی صاحب نے بھی چندہ خاص اپنے اخراجات میں سے ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے ؛

بیرون ہند کی دوسری جماعتوں سے بھی امید ہے کہ وہ بھی اسی طرح اپنے وعدے تمام احباب کے باقاعدہ اور باشرح لیکر ارسال فرمائینگی۔ اور روپیہ بھی وقت مقررہ کے اندر پورا کرنے کی سعی کی جائیگی۔

ہندوستان کی تمام ان جماعتوں سے جن کے وعدے تاحال نہیں پہونچے۔ فارم مکمل کر کے ارسال کرنے کی تاکیدی گذارش کی جاتی ہے۔ دفتر بیت المال میں جن کے فارم نہیں پہونچے تاکیدی خطوط ارسال کئے گئے ہیں ناظر بیت المال قادیان

مخلصین کا پیغام اپنے امام کے نام

ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب قائم مقام پریذیڈنٹ احمدیہ ایسوسی ایشن میمو (برما) حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں

میمو۔ ۱۱ر اگست۔ احمدیہ ایسوسی ایشن میمو پیغام صلح کے اس چیلنج کو جس کا ذکر الفضل ۲۷ر جولائی میں کیا گیا ہے منظور کرتی ہے۔ اور آخری دم تک اپنے اعمال اور اموال سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی ہدایات کے ماتحت کامل وفاداری کے ساتھ کام کرنے کا اقرار کرتی ہے ؛

(الفضل) خدا تعالیٰ احباب کے اخلاص میں برکت دے۔ اور اس اقرار کے مطابق ان لوگوں کو جو بغض و کینہ کی وجہ سے حد سے بڑھ رہے ہیں۔ راہ راست پر لانے کی توفیق بخشے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

آل پارٹیز کانفرنس اور اتحاد بین المسلمین

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو خاندان یا قریہ جو ملک یا قوم نفاق اور پھوٹ کی نامراد مرض کا شکار ہوگی۔ وہ آج نہیں تو کل صفحۂ دنیا سے ملیامیٹ ہو کر رہے گی۔ اور ہندوستان کی تباہی و زبوں حالی کی ذمہ واری کلیتہً اس افتراق اور انشقاق پر ہی ہے۔ جو اس بدنصیب ملک کی دو ہمسایہ اقوام میں رونما ہو رہا ہے۔ اور جس کو دور کرنے کے لئے آج تک تمام کوششیں بے کار و بے سود ثابت ہوئی ہیں۔

ہندوستان کے سیاسی راہنماؤں نے ایک دو یا دس بیس بار نہیں سینکڑوں مرتبہ ایسی متحدہ مجالس کی بنیاد رکھی جو ہندو و مسلمانوں میں مفاہمت پر منتج ہو سکے۔ اور ایسی مجالس میں ہندو راہنماؤں نے بھی سرگرمی سے حصہ لیا۔ اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ لیکن افسوس کہ عملی طور پر ان سے ملک کو فائدہ اٹھانے کا انھوں نے کوئی موقعہ بہم نہ پہونچایا۔

آل پارٹیز کانفرنسیں متعدد بار منعقد ہوئیں۔ مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ان سے ملک کوئی معمولی سے معمولی فائدہ بھی مستقل طور پر اٹھا سکا۔ ہندو راہنماؤں نے جو روش ایسی کانفرنسوں کے متعلق اختیار کر رکھی ہے۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ وہ ایسی مجالس میں شرکت تو اختیار کر لیتے ہیں۔ تا کوئی ان پر یہ الزام نہ عائد کر سکے۔ کہ وہ ملک میں امن کے قیام کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتے لیکن یا تو ایسی مجالس کو انتہا تک پہونچنے سے پہلے ہی توڑ دیتے ہیں۔ اور اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو اس میں فیصلہ شدہ قراردادوں پر اپنی قوم کو عمل پیرا کرنے کے لئے کوئی معمولی سے معمولی کوشش بھی نہیں کرتے۔ اور تو اور کانگریس جس کو کہ خالص قومی کانسٹی ٹیوشن سمجھا جاتا ہے۔ اس کے فیصلہ جات کو بھی وہ ہندو رہنما جو اجلاس کانگریس میں ان کی بڑی شد و مد سے تائید کرتے۔ اور ان کو پاس کرانے کے لئے اپنی ساری سحر بیانی ختم کر دیتے ہیں۔ باہر آ کر مطلقاً قابل التفات نہیں سمجھتے۔ اور اپنی قوم کو ان سے صاف روگردانی پر کسی انتباہ تک کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

ظاہر ہے۔ کہ ایسی حالت میں ہر سورج کے طلوع کیساتھ بھی اگر ایک آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی جائے۔ تو وہ سراسر فضول اور محض تضیع اوقات ہے۔ ہاں اگر ہندو راہنما اپنی اس روش میں تبدیلی پیدا کر لیں۔ تو البتہ ان سے کوئی بہتر نتائج کی توقع رکھی جاسکتی ہے۔

اب پھر سنا جاتا ہے۔ کہ ملک کے سیاسی رہنما آخر اگست میں بمقام لکھنؤ ایک آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد پر زور دے رہے ہیں۔ اور مسلم زعماء اس سے قبل مسلمانوں کی مختلف الخیال جماعتوں کی ایک مجلس بدیں غرض بلانا چاہتے ہیں۔ کہ کہ آل پارٹیز کانفرنس میں پیش کرنے کے لئے ایک دستور وضع کیا جا سکے۔ لیکن ہم ایسے اصحاب سے گذارش کریں گے۔ کہ جب تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ ہندو راہنما کانگریس تک کے فیصلوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو آئے دن آل پارٹیز کانفرنسیں منعقد کر کے وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے بہتر ہو۔ کہ پہلے ہندو راہنماؤں کو اس بات کے لئے تیار کیا جائے۔ کہ وہ کسی مفاہمت کی پابندی کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ تا ایسی مجالس کا عملی طور پر بھی کوئی نتیجہ برآمد ہو سکے۔ نیز اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ ہندوستانی باشندوں کو آپس میں متحد و متفق کرنے کی ہر کوشش ہمارے نزدیک مبارک اور قابل تحسین ہے۔ لیکن اس وقت اس سے بھی زیادہ اہم اور قابل توجہ امر مسلمانوں کو آپس میں متحد کرنا ہے۔ اور اگر اس مقصد کو حاصل کر لیا جائے۔ تو دینی و روحانی فوائد کے علاوہ سیاسی طور پر بھی مفید ہو سکتا ہے۔ یعنی ملکی بھائیوں سے اتحاد کرنے میں بھی بہت کچھ آسانی حاصل ہو سکتی ہے۔

پس ہم مسلم رہنماؤں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کی تنظیم و تربیت پر اپنی تمام طاقتیں صرف کریں۔ اور جب وہ دیکھ چکے ہیں۔ کہ ہندو ایسی کانفرنسوں کو عملی طور پر قطعاً کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ تو پھر وقت عزیز کو رائیگاں گنوانے سے کیا حاصل۔ پس مسلمانوں کو مشترکہ مفاد کے لئے متحد کرنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ ورنہ جب مسلمانوں میں افتراق کا مرض اس حد کو پہونچا ہوا ہے۔ تو آل پارٹیز کانفرنس ملک کو کیا فائدہ دے سکتی ہے مسلم لیگ جیسی ذمہ وار سیاسی جماعت بھی تفرقہ کے مرض سے محفوظ نہیں رہ سکی۔ تو اور سوسائٹیوں کی کیا حالت ہوگی۔ پس سب سے مقدم اور ضروری امر یہ ہے۔ کہ پہلے مسلمانوں کو سیاسی اور ملکی مطالبات کے متعلق ایک نقطہ پر جمع کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر یہ کام ہو جائے۔ تو ہندو بھی اتحاد کے راستہ میں اس قدر مشکلات پیدا کرنے کی جرأت ہرگز نہ کر سکیں گے۔ جسقدر کہ وہ اب کرتے ہیں۔

پنجاب کا نیا گورنر

سر میلکم ہیلی کے تدبر اور فرزانگی کی خواہ کتنی ہی تعریف کی جائے۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ ان کا عہد حکومت مسلمانان پنجاب کے لئے کئی لحاظ سے نہایت مایوس کن اور رنجیدہ رہا ہے اور صاف طور پر کہنا پڑتا ہے۔ کہ خواہ اس کے اسباب میں ایک طبقہ کے مسلمانوں کی اپنی غلطی اور کوتہ اندیشی اور ہندوؤں کی ہوشیاری اور دور اندیشی کو بہت بڑا دخل ہو۔ لیکن سر میلکم ہیلی کی خاص توجہات مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں پر بہت زیادہ مبذول رہی ہیں۔ اس موقعہ پر صرف ساہوکارہ بل کا ذکر کر دینا کافی ہے۔ اس بل کی قدم قدم پر ہندوؤں نے جس طرح مخالفت کی۔ وہ غیر معمولی مخالفت تھی۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ بل کی آخری منزل پر پہنچتے پہنچتے اس قدر شکل مسخ ہو گئی۔ کہ اصل میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔ لیکن جب ایسی مسخ شدہ صورت میں کونسل سے پاس ہو کر نکلا۔ تو سر میلکم ہیلی نے بحیثیت گورنر اپنے خاص اختیارات کے ماتحت اسے نامنظور کر دیا۔

اس بل سے صرف مسلمانوں کو فائدہ نہ پہونچتا تھا۔ بلکہ سب اقوام کے ان لوگوں کو پہونچتا۔ جو قرض لینے کے لئے مجبور ہوتے ہیں لیکن چونکہ ان میں اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ اور ان کو قرض کے دام میں گرفتار کر کے تباہ کرنے والے کل کے کل ہندو ساہوکار تھے۔ اس لئے ہندوؤں نے اس کی مخالفت کی۔ اور آخر سر میلکم ہیلی نے اپنے خاص اختیارات استعمال کر کے ان کی امیدیں پوری کر دیں۔

اس قسم کے واقعات نے مسلمانوں کو سر میلکم ہیلی سے مایوس کر دیا۔ اور اب جبکہ سر میلکم ہیلی صوبجات متحدہ کی گورنری پر فائز ہو کر پنجاب سے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے جانے پر کوئی ایسا احساس نہیں ہو سکتا۔ جو ایک بڑے ہمدرد اور خیر خواہ حکمران کی جدائی پر ہو سکتا ہے۔ البتہ ان کی بجائے سر جافرے ڈی مونٹ مورنسی جو گورنر مقرر ہوئے ہیں۔ ان کی ذات سے مسلمانوں کو

بہت کچھ توقعات ہیں۔ اور وُہ سمجھتے ہیں۔ ان پر جو ناگوار دَور گذر چکا ہے۔ اس کی یاد بہت جلدی سر جافرے اپنی دانشمندی معاملہ فہمی اور دُور اندیشی سے فراموش کر دیں گے۔

ہم سر جافرے ڈی مونٹ مورنسی کو اس معزز مگر نہایت ذمہ وارانہ عہدہ پر فائز ہونے پر مُبارکباد کہتے ہُوئے امید رکھتے ہیں۔ کہ وُہ مُسلمانانِ پنجاب کو جو آبادی کے لحاظ سے باقی تمام اقوام کے مجموعہ سے بھی زیادہ ہیں۔ لیکن ہر بات میں سب سے پیچھے ہیں۔ ان کے حقوق دلانے کی خاص کوشش فرمائیں گے۔

مُسلمانانِ کشمیر اَور مسیحی مُبلّغین

اگرچہ ہر جگہ ہی مسلمانوں کی حالت نہایت افسوسناک اور رنجدہ ہے۔ لیکن ریاست کشمیر کے مُسلمان جس درجہ فلاکت زدہ اور بدحال ہیں۔ اس کی مثال شاذ ہی کہیں اور مل سکے۔ معزز معاصر "انقلاب" نے ان کی حالت کا نقشہ بایں الفاظ کھینچا ہے:۔

"تعلیم دینی اور احکام شرعیہ تو در کنار اتنا بھی نہیں جانتے کہ وُہ کس کی اُمت میں ہیں۔ جہالت کے علاوہ ان میں افلاس اس قدر زیادہ ہے۔ کہ مالی ترغیبات سے ان کا متاثر ہو جانا ہرگز مستبعد نہیں۔ اس علاقہ میں علمار کا تو نام ونشان نہیں۔ البتہ چند جاہل پیر موجود ہیں۔ جن کو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے"۔

اس حالت کے مسلمانوں پر عیسائی مشنری خاص ساز وسامان کے ساتھ حملہ آور ہیں۔ کئی مقامات پر انھوں نے سکول جاری کر رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کئی طریقے ترغیب وتحریص کے استعمال کر رہے ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اور چند ماہ تک مسلمانوں کی خبر نہ لی گئی۔ تو ہزارہا مسلمان مسیحیت کے حلقہ بگوش ہو جائینگے۔

سمجھ میں نہیں آتا مسلمانوں کو اس قسم کے خطرات کا حقیقی احساس کب ہوگا۔ اور کس وقت وُہ اپنے کمزور حصّہ کی حفاظت اور بچاؤ کا خاطر خواہ انتظام کرنے کی طرف متوجہ ہونگے۔ حالات روز بروز نزاکت اختیار کر رہے ہیں۔ لیکن مُسلمان ایک دوسرے کی تخریب میں مصروف ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے ریزرو فنڈ کی جو تحریک فرمائی ہے وہ اسی قسم کے خطرات کا سدباب کرنے کے لئے ہے۔ اگر مسلمان مشترکہ امداد کے ساتھ اس فنڈ کو مضبوط کر دیں۔ تو کوئی موقعہ ایسا نہ ہو۔ جہاں آزمودہ کار مبلغ پہونچکر مخالفین اسلام کا مقابلہ نہ کریں۔ اور کوئی جگہ ایسی نہ رہے۔ جہاں کے ناواقف مسلمان غیر مسلموں کے دھوکہ میں آکر ارتداد کے گڑھے میں گر جائیں۔ بلکہ ان کی حفاظت کے جلد سے جلد مکمل سامان مہیا کر دئیے جائیں۔

تبلیغ کالج اور انگریزی خوان مُسلمان

مرکزی جمعیت تبلیغ اسلام انبالہ نے جامع مسجد کرنال میں ایک ایسا کالج قائم کیا ہے۔ جو تبلیغ اسلام کے لئے مبلغین تیار کریگا اس میں داخل ہونے والوں کے پراسپکٹس بہت اچھے ہیں۔ فارغ التحصیل طلبار کو معقول تنخواہوں پر ملازمتیں مہیا کرنے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ مگر باوجودیکہ اس وقت انگریزی خوان طبقہ خصوصیت سے بے روزگاری کی لعنت میں گرفتار ہے۔ اس وقت تک صرف ایک گریجوائٹ مسلمان نے اس میں داخلہ کے لئے درخواست دی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان نوجوان دینی ضروریات سے کس حد تک بے پرواہ ہیں۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس کی بہت کچھ ذمہ واری موجودہ نام نہاد علمار پر ہے۔ جو نہ صرف یہ کہ مسلمان بچّوں کی دینی تربیت سے قاصر رہے ہیں۔ بلکہ اپنے طرزِ عمل سے ان کے دلوں میں مولویانہ زندگی کے متعلق سخت نفرت وحقارت کے جذبات پیدا کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔

ہم تحدیث نعمت کے طور پر اس بات کو فخریہ بیان کر سکتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ میں ایسے اصحاب کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ جو انگریزی کے اعلےٰ امتحانات پاس کرنے کے بعد اپنے شاندار مستقبل کو پس پشت ڈال کر اشاعت اسلام کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں۔ اور معمولی سے معمولی معاوضہ پر نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دور دراز ممالک میں اسلام کی شاندار خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اللھم زد فزد

اسلام کے نادان دوست

معقولیت کے ساتھ دُنیا کا کوئی فرد اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اسلام صلح وآشتی اور محبت ومودت کا مذہب ہے۔ اسلام کے معنی ہی سلامتی اور سلامت روی کے ہیں۔ اور تاریخ شاہد ہے۔ کہ تمام دنیا میں بالعموم اور عرب میں بالخصوص امن وامان اسلام ہی کی بدولت قائم ہُوا۔ اور اسلام دنیا میں پہلا اور آخری مذہب ہے۔ جس نے بنی نوع انسان کو باہمی جنگ وجدال اور قتل وخونریزی سے روک کر اخوت وہمدردی کے جذبات اس کے دل میں پیدا کر دئیے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اسلام پر دیگر صدہا قسم کے مصائب کے ساتھ یہ آفت بھی اس زمانہ میں نازل ہو رہی ہے۔ کہ وہی لوگ جو بقولِ خود اس مذہب کے واحد اجارہ دار ہیں۔ اس کے اصل مفہوم تک کو بگاڑ کر اسے اغیار میں بدنام کر رہے ہیں۔ "زمیندار" (۸ جولائی) میں ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے:۔

یہی ہے دین۔ یہی مفہوم توحید ورسالت ہے۔
کہ ہاتھوں میں ہوں شمشیریں زبانوں پر ہوں تکبیریں

زمیندار اور اس کے شعرار اگر دین اسی کو سمجھتے ہوں۔ اور توحید و رسالت کا مفہوم یہی جانتے ہوں۔ تو سمجھیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اس کا مقدس کلام۔ اس کا رسُول۔ توحید و رسالت کا مفہوم یہ نہیں سمجھتے۔ اور دین اس کو نہیں جانتے۔ بلکہ قرآن میں اسلام کا جو مفہوم ہے۔ وہ اس شعر میں بیان کردہ مفہوم کے بالکل مخالف اور متضاد ہے۔

افسوس ہے۔ کہ یہ لوگ اسلام کا غلط مفہوم بیان کر کے اغیار میں اُسے بدنام کر رہے ہیں۔

ہندو اَور سکھ میں فرق

خالصہ دیوان افغانستان کی طرف سے حکومتِ کابل کو ایک عرضداشت ارسال کی گئی ہے۔ جس میں حکومت سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ سکھوں کو آئندہ ہندو نہ لکھا جائے کیونکہ ہندوؤں اور سکھوں کے عقائد میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ افغانستان کے سکھوں کی یہ بیداری ہمارے خیال میں قابلِ صد تحسین ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ ہندوستان کے سکھ صاحبان بھی اس کی تقلید کریں۔

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ سکھ ازم اور ہندو ازم میں واقعی زمین وآسمان کا فرق ہے۔ سکھ ازم کی بنیاد خالص توحید اور وحدتِ الٰہی پر ہے۔ جبکہ ہندو دھرم بت پرستی میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اور دونوں مذاہب میں کوئی بھی نسبت یا تعلق نظر نہیں آتا۔

پس ضرورت ہے کہ ہندوستان کے سکھ صاحبان بھی اپنے افغانستان کے بھائیوں کی اقتدا میں جلد از جلد اہل ہنود سے علیحدگی کا اعلان کر دیں۔ تا ہندوؤں میں شمار ہونے سے ان کے مذہبی وقار کو جو صدمہ پہونچتا ہے۔ اس سے محفوظ رہ سکیں۔

تاریخی واقعات کی بنار پر یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے۔ کہ سکھ ازم کے بانی حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ایک سچے اور پکے مسلمان تھے۔ اور اہل اسلام سے ان کے روابط بہت زیادہ تھے۔ یوں بھی بلحاظ تعلیم وعقائد سکھ ازم اسلام سے بہت کچھ مناسبت رکھتا ہے۔

سکھ اصحاب کو چاہیئے۔ کہ وُہ اپنے مقدس بانی کی اتباع میں اہل اسلام سے اپنے تعلقات مضبوط کریں۔

جامعہ احمدیہ کے افتتاح کے موقعہ پر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

ذیل کی تقریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۲۰ / مئی ۱۹۲۸ء جامعہ احمدیہ کے افتتاح کے موقعہ پر فرمائی تھی جو بعض دفتی مصروفیتوں کی وجہ سے مرتب نہ ہو سکی۔ اور اب شائع کی جا رہی ہے۔ اس تقریر سے قبل حضور ہائی سکول کی دعوت چاء میں شرکت فرما چکے تھے۔ جو خاں صاحب منشی فرزند علی صاحب۔ مولوی مطیع الرحمن صاحب۔ حافظ جمال احمد صاحب اور میاں محمد یوسف صاحب جیلی کو ان کے تبلیغ کے لئے بیرونی ممالک میں جانے کی تقریب پر دی گئی تھی ؎

حضور نے فرمایا:-

آج کا دن شائد ہمارے لئے کوئی خصوصیت رکھتا ہے کہ اس دن بہت سی دعوتیں جمع ہو گئی ہیں۔ میرا خیال تھا۔ ہم اس جگہ اس لئے آ رہے ہیں۔ کہ دعا کرکے

جامعہ احمدیہ کا افتتاح

کریں۔ لیکن سامنے کے موڑ سے مڑتے ہی معلوم ہو گیا۔ کہ یہاں بھی نفسانی مجاہدہ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ اور ابھی یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ شام کو پھر ایک دعوت میں مدعو ہیں۔ اور ممکن ہے شام سے پہلے پہلے کوئی اور دعوت بھی انتظار کر رہی ہو۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ دن ہمارے لئے اکل و شرب کا دن بن گیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عید کے دن کی یہی تعریف فرمائی ہے ؎

سو جس طرح خدا تعالےٰ نے اس دن میں بغیر اسکے کہ ہم ارادہ اور نیت کرکے پہلے سے انتظام کرتے خود اپنی طرف سے ہی ایسے سامان کر دئے ہیں۔ کہ اس دن کو ہمارے لئے عید کی طرح بنا دیا ہے۔ اسی طرح ہم اللہ تعالےٰ سے التجا کرتے ہیں۔ کہ واقعہ میں ہمارے لئے اسے عید بنا دے۔ جب خدا تعالےٰ نے اس دن میں

عید سے ظاہری مشابہت

پیدا کر دی ہے۔ اور بغیر کسی انسانی ارادہ کے دخل کے ایسے سامان پیدا کر دئے ہیں۔ تو یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔ کہ کوئی ایسی چیز دے۔ جو کام کی نہ ہو۔ ہم اس کی شان کو مدنظر رکھکر یہی امید رکھتے اور اس سے یہی التجا کرتے ہیں۔ کہ اس ظاہری عید کو حقیقی عید بنا دے۔ اس مردہ میں روح پھونک دے۔ اس جسم میں سانس ڈالدے۔ اس بے لس مجسمہ کو چلتی پھرتی چیز بنا دے۔ تاکہ جس طرح ظاہری طور پر اس دن نے عید سے حصہ پایا ہے۔ اسی طرح باطن میں بھی عید کی خصوصیات حاصل کرے۔

ہمارے جو مبلغ باہر جا رہے ہیں۔ ان کے متعلق تو میں پہلے کچھ نصائح بیان کر چکا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں۔ مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے خود بھی ان کو نصائح کرنے میں فائدہ اٹھایا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب میں تقریر کرنے کیلئے کھڑا ہوا۔ تو بولنے کی طاقت نہ تھی۔ حرارت تھی۔ متلی ہو رہی تھی۔ اور سر درد کی شکایت تھی۔ مگر تقریر کرتے ہوئے خدا تعالےٰ نے فضل کیا۔ اور اب سوائے سر درد کے باقی آرام ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جس طرح میں نے نصائح کرنے میں فائدہ اٹھایا ہے۔ اسی طرح مبلغین ان کے سننے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن اس

دوسری تقریب

کے متعلق جو مدرسہ احمدیہ نے ترقی کرکے جامعہ قائم ہونے کی کی ہے۔ کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں ؎

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ

خدا تعالےٰ کے کام

وہ آپ ہی کرتا ہے۔ اور ایسی راہوں سے وہ اپنا کام کرتا ہے کہ انسان کے ذہن فکر اور واہمہ میں بھی وہ نہیں آتیں۔ وہ وہاں سے سامان جمع کرتا ہے۔ جہاں سے انسان کو امید ہی نہیں ہوتی اور وہاں سے نتائج پیدا کرتا ہے۔ جس طرف انسان کی نظریں نہیں اٹھ سکتیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام کاموں کے لئے اس نے کچھ قواعد رکھے ہوئے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی چیز کے

کمال کیلئے

ایک نظام کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بہت لوگوں نے خدا تعالےٰ کے صفات پر غور کرکے صفات کے مفرد پہلو پر غور کیا ہے۔ لیکن ان کے اجتماعی پہلو پر انہوں نے غور نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ رب۔ رحمن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین ہے۔ مگر یہ غور نہیں کرتے۔ کہ یہ تمام صفات ایک نظام کے اندر ہیں۔ اور ہر ایک صفت کے علیحدہ علیحدہ دائرے اور حلقے ہیں۔ اور ایک صفت دوسری صفت کے دائرہ کو قطع نہیں کرتی۔

جب یہ معلوم ہو گیا۔ کہ

ہر ایک صفت اپنے دائرہ میں

چلتی ہے۔ تو لازماً یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ کمال کی صفات میں سے ایک نظام کی صفت بھی ہے۔ یعنی نظام کا کامل ہونا بھی اس کی صفات میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے میری سنت تبدیل نہیں ہوتی۔ اور جہاں خدا تعالےٰ باوجود طاقت کے فرماتا ہے۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔ پھر وہ نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نفی میں بھی قدرت پائی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو خدا تعالےٰ اپنے متعلق کیوں یہ فیصلہ کرتا۔ کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ پس جس طرح کوئی بات کرنا خدا تعالےٰ کی قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح موقعہ اور محل کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی فعل

نہ کرنا۔

بھی خدا تعالےٰ کی قدرت پر دلالت کرتا ہے ؎

غرض اللہ تعالےٰ نے بھی قانون مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ان قوانین میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ کسی کام کے لئے اس نے جو رستے اور طریق مقرر کئے ہیں۔ اگر ان پر چلا جائے۔ تو بابرکت نتائج نکلتے ہیں۔ اور اگر نہ چلا جائے۔ تو ایسے بابرکت نتائج نہیں نکلتے۔ جیسی امید رکھی جاتی ہے۔ پس اس میں شبہ نہیں۔ کہ سب کام خدا تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ مقررہ قانون کے مطابق انسان کے لئے

کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے

اس میں شبہ نہیں۔ خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ خدا تعالےٰ نے بدر کے موقعہ پر جو برکت نازل کی۔ اور مخالفوں کو شکست ہوئی۔ اس کے متعلق فرمایا ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم نے نہیں پھینکا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ جبکہ تم نے پھینکا تھا۔ اگر سارا کام خدا تعالےٰ نے ہی کرنا تھا۔ تو پھر اذ رمیت کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس موقعہ پر خدا تعالےٰ نے نصرت دی۔ اور ایسی نصرت دی کہ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ ولکن اللہ رمیٰ

سب کچھ خدا نے ہی کیا

تھا۔ مگر اس کے ساتھ اذ رمیت کہنا بتاتا ہے۔ کہ جب تک محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہیں پھینکا۔ خدا تعالےٰ نے بھی نہیں پھینکا تھا۔ بیشک نتیجہ خدا کے پھینکنے سے نکلا۔ مگر اس وقت جب رمیت ہوا۔ یعنی جب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھینکا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے بحر کو پھاڑا۔ مگر اس وقت جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کے کہنے پر سونٹا مارا۔ پھاڑا تو خدا نے۔ مگر پھاڑنے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے وابستہ کر دیا۔ مطلب یہ کہ پہلے کوشش کرو۔ پھر خدا تعالےٰ کی طرف سے نتائج نکلیں گے۔

غرض

تمام کاموں کے لئے

خواہ وہ روحانی ہوں۔ یا جسمانی۔ یہ قاعدہ مقرر ہے۔ کہ مقدور بھر کوشش کرو۔ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرو۔ پھر جو کمی رہ جائیگی۔ وہ خدا تعالےٰ پوری کر دیگا ؎

اسی قانون کے ماتحت ضروری ہے۔ کہ

سلسلہ کی تبلیغ اور اشاعت

کے لئے ایسی جماعت تیار کی جائے۔ جو ہمیشہ کے لئے سلسلہ کے مذہبی اور تبلیغی کاموں کی اپنے آپ کو حامل سمجھے۔ ایسی جماعت تیار کرنا بدعت نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ یہ ایک

گم شدہ چیز

ہے۔ جیسے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا۔ قرآن کریم میں صاف الفاظ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون کہ تمام کے تمام لوگ چونکہ مرکز میں نہیں پہونچ سکتے۔ اس لئے چاہیئے۔ کہ وہ اپنے میں سے

ایک جماعت

اس کام کے لئے وقف کردیں۔ کہ جو دین سیکھے۔ اور پھر جاکر دوسروں کو سکھائے۔

ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ یہ مدرسہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے قائم ہے۔ اللہ قرآن کریم نے قائم کیا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر وسعت دی۔ بے شک آپ سے پہلے

عربی مدارس

قائم تھے۔ مگر وہ پرانے کالجوں کی بگڑی ہوئی صورتیں ہیں یا ایسے ہی کالج تھے۔ جیسے اس وقت گورنمنٹ کالج ہیں سو اگر موجودہ گورنمنٹ کی حالت گر جائے۔ تو سو سال کے اندر ان سان کالجوں کی وہی حالت ہو جائیگی۔ جو عربی مدارس کی اب ہے۔ جن عربی کالجوں کی یہ

بگڑی ہوئی شکلیں

ہمارے زمانہ میں موجود ہیں۔ وہ اسی طرح کے کالج تھے۔ جس طرح کے حکومت کے اس وقت ہیں۔ یعنی دنیوی کاروبار کے لئے ان میں لوگوں کو تیار کیا جاتا تھا۔ نہ کہ تبلیغ کیلئے تعلیم دی جاتی تھی۔ یہی تعلیم اب تک چلی جارہی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ان مدارس میں سے نکلے ہوئے اکثر لوگ ایسے ہونگے۔ جو قرآن نہ جانتے ہونگے۔ ایسے مولوی یوں تو

زمین آسمان کے قلابے

ملائینگے۔ لیکن جب ان کے سامنے کوئی آیت پیش کرکے کہا جائیگا۔ کہ اس کا مطلب بتاؤ۔ تو کہیں گے۔ اس کیلئے تفسیر دیکھنی چاہیئے۔ مطلب یہ کہ اس نے قرآن پڑھا ہوا ہی نہ ہوگا۔ اور قرآن کے معنی نہیں آتے ہونگے۔ کسی نے اپنے شوق سے پڑھ لیا۔ تو پڑھ لیا۔ ورنہ ان مدارس میں پڑھایا نہیں جاتا۔ غرض یہ مدارس تبلیغی نہ تھے۔ بلکہ دنیوی کالج تھے۔ جیسے گورنمنٹ کالج۔ خالصہ کالج۔ ڈی۔ اے وی کالج ہیں۔ ان مدارس میں پڑھنے والوں کو ملازمتیں ملتی تھیں۔ وہ دنیوی کاروبار میں اس تعلیم سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ وہ مدرسہ جو تبلیغ اسلام کی خاطر اور اشاعت اسلام کو مدنظر رکھکر قائم کیا گیا۔ اور جس کی غرض ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ کی مصداق جماعت پیدا کرنا تھی۔ وہ یہی مدرسہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا۔ اور جو ترقی کرکے اب جامعہ بن رہا ہے۔

عربی مدارس میں

بیشک حدیث پڑھائی جاتی تھی مگر اس لئے نہیں۔ کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر والی جماعت پیدا ہو۔ بلکہ اسی ایک علم سمجھا جاتا۔ اور اس لئے پڑھایا جاتا۔ کہ اس سے مفتی اور قاضی بننے میں مدد مل سکتی تھی۔ اور نوکری مل جاتی تھی۔ اسی طرح فقہ پڑھاتے۔ مگر اس لئے نہیں کہ غیر مسلموں کو مسلمان بناکر انہیں اسلامی امور سمجھائیں گے۔ بلکہ اس لئے کہ مفتی اور قاضی نہ بن سکیں گے۔ اگر یہ نہ پڑھیں گے۔ یہ ایسی ہی تعلیم تھی جیسی آج کل لاء کالج کی ہے۔ اس کی غرض یہ نہیں۔ کہ قانون کی آگے تبلیغ کی جائے گی۔ بلکہ یہ ہے کہ ملازمت حاصل ہو۔ پس ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف کو مسلمانوں نے کئی سو سال سے بھلا رکھا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا سکول جاری کیا تھا۔ اور آپ اس میں پڑھاتے رہے۔ بعد میں چند صحابہ نے اسے جاری رکھا۔ جب وہ قوم ختم ہوگئی۔ تو وہ مدرسہ بھی ختم ہوگیا۔ پھر یہ دنیوی علوم بن گئے۔ یعنی

محض دنیوی فوائد

کے لئے پڑھے جانے لگے۔ اشاعت اسلام ان کے پڑھنے کی غرض نہ رہی۔ اب اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے ہمیں یہ فضیلت اور رتبہ دیا۔ اور ہمیں اس پر فخر کرنا چاہیئے۔ کہ تیرہ سو سال کے بعد ہمیں اس آیت پر عمل کرنے کی توفیق خدا تعالےٰ نے دی۔ خدا تعالےٰ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت مدرسہ احمدیہ قائم کیا گیا۔ تاکہ اس میں ایسے لوگ تیار ہوں۔ جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ کے منشاء کو پورا کرنے والے لوگ ہوں۔ بے شک اس مدرسہ سے نکلنے والے بعض نوکریاں بھی کرتے ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص ایک ہی کام کا اہل نہیں ہوتا۔ انگریزوں میں سے بہت سے لوگ قانون پڑھتے ہیں۔ مگر لاء کالج سے نکل کر سارے کے سارے بیرسٹری کا کام نہیں کرتے۔ بلکہ کئی ایک اور کاروبار کرتے ہیں۔ تو اس مدرسہ سے پڑھ کر نکلنے والے کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو ملازمتیں کرتے ہیں۔ مگر یہ اس لئے نہیں بنایا گیا۔ کہ اس سے تعلیم حاصل کرنے والے نوکریاں کریں۔ بلکہ

اصل مقصد

یہی ہے۔ کہ مبلغ بنیں۔ اب یہ دوسری کڑی ہے۔ کہ ہم اس مدرسہ کو کالج کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ تبلیغ کے لحاظ سے یہ کالج ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ اس میں نہ صرف دینی علوم پڑھائے جائیں بلکہ دوسری زبانیں بھی پڑھانی ضروری ہیں۔

ہمارے جامعہ میں

بعض کو انگریزی بعض کو جرمنی بعض کو سنسکرت بعض کو فارسی بعض کو روسی بعض کو سپینش وغیرہ زبانوں کی اعلیٰ تعلیم دینی چاہیئے۔ کیونکہ جن ملکوں میں مبلغوں کو بھیجا جائے۔ ان کی زبان جاننا ضروری ہے۔ بظاہر یہ باتیں خواب وخیال نظر آتی ہیں۔ مگر ہم اس قسم کی خوابوں کا پورا ہوتا اتنی بار دیکھ چکے ہیں۔ کہ دوسرے لوگوں کو ظاہری باتوں کے پورے ہونے پر جس قدر اعتماد ہوتا ہے۔ اس سے بڑھکر ہمیں ان

خوابوں کے پورے ہونے پر یقین

ہے۔ ہم نے دنیا کی صاف اور واضح باتوں کو اکثر جھوٹا ثابت ہوتا دیکھا ہے۔ مگر ان خوابوں کو ہمیشہ پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔ انہی خوابوں میں سے ایک خواب یہ بھی تھا۔ کہ اس میدان میں جہاں آج یہ جلسہ ہو رہا ہے۔ دن کے وقت کوئی اکیلا نہ آسکتا تھا۔ اور کہا جاتا تھا۔ یہاں جن رہتے ہیں۔ یہ جگہ جہاں یہ کوٹھی ہے جہاں یہ سرسبز باغ ہے۔ جہاں سینکڑوں آدمی چلتے پھرتے ہیں۔ یہاں سے کوئی شخص گذرنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ کیونکہ سمجھا جاتا تھا۔ یہاں جن رہتے ہیں۔ مگر اس جگہ کے متعلق خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھایا۔ کہ یہاں شہر بس رہا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب قادیان کی دیواروں کے ساتھ پانی کی لہریں ٹکراتی تھیں۔ جب قادیان کی زندگی احمدیوں کے لئے اس قدر تکلیف دہ تھی۔ کہ مسجد میں خدا تعالےٰ کی عبادت کے لئے آنے سے روکا جاتا۔ راستہ میں کیلے گاڑ دئے جاتے۔ تاکہ گذرنے والے گریں۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ مجھے دکھایا گیا ہے۔ یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا۔ کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائیگی۔ اس وقت کس کے ذہن میں یہ بات آسکتی تھی۔ کہ

قادیان کی بستی

ترقی کرسکے گی۔ یہ ویران جنگل جہاں جنات پھرتے تھے جن یہی تھے۔ کہ چور چکار لوگوں کو لوٹتے مارتے تھے۔ اور لوگوں نے

سمجھ لیا تھا - یہاں جنات رہتے ہیں - تو جہاں جنات پھرتے تھے کس کو توقع ہو سکتی تھی - کہ یہاں فرشتے پھرا کریں گے - لوگوں میں مشہور ہے - کہ ابلیس فرشتہ تھا - جو بگڑ کر ابلیس بن گیا - یہ بھی مشہور ہے - مگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا - کہ وہ جو ابلیس تھے - فرشتے بن گئے -

فرشتے کا ابلیس بننا

جھوٹی کہانی ہے - مگر اس میں شک نہیں - کہ ہم نے جنوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ملائکہ بنتے اور ابلیس کو فرشتہ بنتے دیکھا ہے - ہم نے ان ویرانوں کو آباد ہوتے دیکھا ہے - جن کی طرف آنے کا کوئی رُخ بھی نہ کرتا تھا - غرض ہم نے ایک ایک بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھی - اور اس وقت کے لحاظ سے نہ کہ آئندہ کے لحاظ سے ترقی کی

آخری کڑی

جو ریل ہے - وہ بھی عنقریب آنے والی ہے - اس کے آنے میں سب سے بڑا حصہ قادیان کا ہے - رپورٹ جو گورنمنٹ میں پیش کی گئی - اس میں یہی لکھا تھا - کہ قادیان میں کثرت سے لوگ آتے ہیں - اس لئے اس ریلوے لائن کا بننا مفید ہوگا - پس یہ ریل قادیان کے سبب اور قادیان کی وجہ سے بن رہی ہے -

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

قادیان کی ترقی کا اعلان

کیا - اس وقت ان چیزوں کا خیال کس کو ہو سکتا تھا - اور ریل کا خیال تو ایسا ہے - کہ پچھلے سال تک بھی کسی کو خیال نہ تھا - کہ اتنی جلدی بننا شروع ہو جائیگی - زیادہ سے زیادہ یہ خیال تھا کہ چھ سات سال تک بن سکیگی - مگر خدا تعالےٰ نے آناً فاناً اس کے بننے کے سامان کر دئے -

پس یہ خوابیں ہیں - جو ہم نے پوری ہوتی دیکھیں - اور بعض ایسی خوابیں ہیں - جو ابھی پوری نہیں ہوئیں - اور بعض ایسی ہیں جو

مستقبل بعید سے تعلق

رکھتی ہیں - اور ان کے پورا ہونے کے متعلق اندازہ لگانے سے ہم قاصر ہیں - مگر خدا تعالےٰ نے ہمیں اس قدر خوابیں پوری کر کے دکھا دی ہیں - کہ ہم پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ جو ابھی پوری نہیں ہوئیں وہ بھی ضرور پوری ہونگی گو اس وقت اس بات کو بھی خواب وخیال ہی سمجھا جائے - کہ اس

کالج میں ہر زبان کے پروفیسر

مقرر ہوں - جو مختلف ممالک کی زبانیں سکھائیں - اس سے ہماری غرض یہ ہے - کہ ہر ملک کے لئے مبلغ نکلیں - لیکن یہ ایک دن میں ہو جانے والی بات نہیں ہے - ابھی آج تو ہم اس کی بنیاد رکھ رہے ہیں - مدرسہ احمدیہ کے ساتھ بھی مبلغین کی کلاس تھی - مگر اس میں شبہ نہیں - کہ ہر چیز اپنی زمین میں ہی ترقی کرتی ہے - جس طرح بڑے درخت کے نیچے چھوٹے پودے ترقی نہیں کرتے - اسی طرح کوئی نئی تجویز دیرینہ انتظام کے ساتھ ترقی نہیں کر سکتی - اس وجہ سے

جامعہ کے لئے ضروری

تھا - کہ اسے علیحدہ کیا جائے - اس کے متعلق میں نے ۱۹۲۴ء میں صدر انجمن احمدیہ کو لکھا تھا - کہ کالج کی کلاسوں کو علیحدہ کیا جائے - اور اسے موقعہ دیا جائے - کہ اپنے

ماحول کے مطابق ترقی

کرے - آج وہ خیال پورا ہو رہا ہے - اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ یہی چھوٹی سی بنیاد ترقی کر کے دنیا کے سب سے بڑے کالجوں میں شمار ہو گی - اس موقعہ پر میں ان طلباء کو بھی توجہ دلاتا ہوں - جو اس میں داخل ہوئے ہیں - کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں - ان کے سامنے عظیم الشان کام اور بہت بڑا مستقبل ہے - وہ

عظیم الشان عمارت کی پہلی اینٹیں

ہیں - اور پہلی اینٹوں پر ہی بہت کچھ انحصار ہوتا ہے - ایک شاعر نے کہا تھا -

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھے - تو ثریا تک دیوار ٹیڑھی ہی رہیگی - جتنی اونچی دیوار کرتے جائیں - اتنی ہی زیادہ ٹیڑھی ہو گی - گو کالج میں داخل ہونے والے طالب علم ہیں - اور نظام کے لحاظ سے ان کی ہستی ماتحت ہستی ہے - لیکن نتائج کے لحاظ سے اس

جامعہ کی کامیابی

یا ناکامی میں ان کا بہت بڑا دخل ہے - یہ تو ہم یقین رکھتے ہیں - کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ کے کام ترقی کرتے جائینگے مگر ان طلباء کا ان میں بہت بڑا دخل ہو گا - اس لئے انہیں چاہیئے - کہ اپنے جوش اپنے اعمال اور اپنی قربانیوں سے ایسی بنیاد رکھیں - کہ آئندہ جو عمارت تعمیر ہو - اس کی دیواریں سیدھی ہوں - ان میں کجی نہ ہو - ان کے سامنے ایک ہی مقصد اور ایک ہی غائت ہو - اور وہ یہ کہ

اسلام کا اعلاء

ہو - اس جامعہ سے پڑھکر نکلنے والے سارے کے سارے دین کی خدمت میں نہیں لگائے جا سکیں گے - ان میں سے بعض ہی لگ سکیں گے - لیکن ان میں سے ہر ایک اپنا یہ مقصد اور غائت قرار دے سکتا ہے - کہ وہ جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد اسلام کی اشاعت کے لئے کام کریگا - اس کے لئے ضروری نہیں کہ انسان مبلغ ہی ہو - پہلے بھی اسلام اسی طرح پھیلا تھا - حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ نے اپنا کاروبار نہ چھوڑ دیا تھا - وہ اپنے کام بھی کرتے - اور ساتھ ہی اشاعت اسلام میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد بھی کرتے تھے - تو ہو سکتا ہے - کہ جامعہ کے بعض طلباء کو تبلیغ کے کام پر نہ لگایا جا سکے - ان میں بطور مبلغ تبلیغ کرنے کی قابلیت نہ ہو - یا کوئی اور مجبوریاں ہوں - ان تمام صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ کے طلباء کو ایک ہی مقصد اپنی زندگی کا قرار دینا چاہیئے - اور وہ تبلیغ اسلام ہے - خواہ عمل کے کسی میدان میں جائیں - کوئی کام کریں - اپنے حلقہ میں تبلیغ اسلام کو نہ بھولیں - ہو سکتا ہے - کہ اس طرح کام کرنے والوں میں سے کئی تبلیغ کے لئے زندگی وقف کرنے والوں میں سے بعض سے زیادہ عمدہ طور پر تبلیغ کا کام کریں - پس ان کو

ایک ہی مقصد

اپنے سامنے رکھنا چاہیئے - اور وہ تبلیغ اسلام ہے - اور ان کا یہی موٹو ہونا چاہیئے - کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون اور وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون -

میرے نزدیک ان آیتوں کو لکھکر کالج میں لگا دینا چاہیئے - تاکہ طالب علموں کی توجہ ان کی طرف رہے - اور انہیں معلوم رہے - کہ ان کا مقصد اور مدعا کیا ہے -

اس کے بعد میں تمام دوستوں سے جو یہاں جمع ہوئے ہیں - خواہش کرتا ہوں - کہ میرے ساتھ ملکر

اللہ تعالےٰ سے دعا کریں

کہ اس جامعہ میں برکت دے - اور ان طالب علموں کے لئے جن سے ہماری بہت سی امیدیں وابستہ ہیں - جن کے چہروں سے ہم اپنا مستقبل پڑھتے ہیں - انہیں اس سفر میں جو مارشیس اور امریکہ جانے والے مبلغوں سے بھی لمبا ہے - کیونکہ یہ چند دن کا سفر ہے - مگر ان کا زندگی بھر کا بلکہ اس زندگی سے بعد کا بھی سفر ہے - اس میں خدا تعالےٰ ان کا حامی اور ناصر ہو - اور انہیں توفیق عطا کرے - کہ جو مقصد اور مدعا انہوں نے اس کے حکم کے ماتحت چنا ہے - اور حکم بھی وہ جو آخری حکم ہے - اور جس کے بعد کوئی حکم نازل نہیں ہوگا - اس میں کامیاب کرے *

خلافت اور خلیفہ کی ذات

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین کے جواب میں جو مضمون لکھے گئے۔ ذیل کا مضمون بھی اسی سلسلہ کا ایک نمبر تھا جو غلطی سے اپنے موقعہ پر شائع نہ ہوسکا۔ لیکن چونکہ اس میں ضروری امور پر بحث ہے۔ اور مضمون اپنے رنگ میں مکمل ہے۔ اس لئے اب شائع کیا جاتا ہے۔

بات کا بتنگڑ بنانے والا سیدھی سادی اور صاف بات کو بھی بگاڑ دیتا ہے۔ یہی کوشش ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اپنے مضمون میں کی ہے۔ باوجود اس کے کہ جس کتاب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی رویا شائع ہوئی تھی۔ اس میں نہایت تفصیل کے ساتھ مسئلہ خلافت پر بحث کی گئی ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کی پیشکردہ سطور کے سیاق و سباق سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہاں خلافت کا ذکر ہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنے ایک حال کے مضمون میں جو ۲۹ مئی کے "الفضل" میں شائع ہوا۔ اس خواب کی تشریح میں وضاحت کے ساتھ لکھ دیا ہے:۔

"میری خواب یہ ہے۔ کہ کوئی شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ اور میں اُسے کہتا ہوں۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے۔ کہ اگر کوئی مجھ پر سچے اعتراض بھی کریگا۔ تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے مجھے جس مقام پر کھڑا کیا ہے۔ وہ اس کی حفاظت بھی کریگا۔ یہ میری خواب کا مفہوم ہے۔ مولوی صاحب کو اس پر اعتراض ہے۔ اور وہ اسے پیر پرستی قرار دیتے ہیں۔ لیکن وُہ خواب کے الفاظ پر غور نہیں کرتے۔ خواب میں صاف لکھا ہے۔ کہ بعض لوگ خلافت پر اعتراض کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ مجھ پر ذاتی طور پر۔ پس اگلا فقرہ بھی خلافت کے ساتھ ہی وابستہ ہے یعنی مجھ پر ایسے اعتراض کرتے ہیں جو خلافت کے کام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں"

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا گورکھ دھندا

یہ باتیں اس خواب کا صحیح مطلب سمجھنے کے لئے بہت کافی ہیں۔ لیکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ابھی تک وہی گورکھ دھندا لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے تیار کیا تھا۔ اور یہی غلط فہمی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس خواب میں ذات پر اعتراض کرنے والوں کا ذکر ہے۔ نہ کہ خلافت پر حالانکہ خواب کا مفہوم جن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں "ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ میں اُسے کہتا ہوں۔ اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کروگے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی۔ اور تم تباہ ہو جاؤگے کیونکہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اس کے متعلق وُہ غیرت رکھتا ہے"

تشریح کرنے پر اعتراض

ان الفاظ میں صاف طور پر خلافت پر اعتراض کرنیوالے کا ذکر ہے۔ پھر اس کی گرفت کی وجہ بھی یہ بتا دی گئی ہے۔ کہ جس درجہ پر خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کو کھڑا کیا ہے اس کے متعلق وُہ غیرت رکھتا ہے۔ اور وہ "درجہ" "خلافت" ہی ہے۔ ان دونوں باتوں کے درمیان جو ذات کا ذکر ہے۔ اس سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا اپنی خلافت ہی کی طرف اشارہ ہے نہ کہ خلافت کو علیحدہ کرکے ذاتی معاملات کی طرف۔ مگر ڈاکٹر صاحب دیدہ دانستہ وُہی کہہ رہے ہیں۔ جو ان کے "امیر ایدہ اللہ" نے کہا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ تشریح جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اس خواب کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کی پیدا کردہ غلط فہمی کو دُور کرنے کے لئے کی ہے۔ اُسے پڑھکر مولوی محمد علی صاحب کو اپنے الفاظ واپس لینے پر آمادہ کرتے۔ الٹا یہ لکھتے ہیں:۔

"جب خود میاں صاحب نے یہ محسوس کیا۔ کہ صرف میری ذات کے الفاظ غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں۔ اور اس کے آگے ایک لمبا فقرہ اپنی طرف سے بڑھایا۔ تو پھر میری ذات کے کلمہ کی وجہ سے جنھوں نے اعتراض کیا۔ ان کا کیا قصور"!

اگر کسی کلام کی تشریح اور توضیح کرنے کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ تشریح کرنے والا خود بھی محسوس کرتا ہے وہ کلام "غلط فہمی" پیدا کرنے والا ہے۔ تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قرآن کا درس دیتے ہوئے آیات کی تشریح اسی لئے کیا کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک قرآن کے الفاظ غلط فہمی پیدا کر رہے ہوتے ہیں اور یہ (نعوذ باللہ) قرآن کے الفاظ کا یعنی وحی الٰہی کا قصور ہے نہ کہ ان کا جو ان پر اعتراض کرتے ہیں +

ڈاکٹر صاحب دریافت کرتے ہیں "کیا یہ الفاظ اصل رویا میں بیان کرنے سے رہ گئے تھے۔ یا سچے اعتراض کرنے والوں کے جواب میں یہ اب سمجھ آئی ہے" لیکن اگر کسی آیت کے متعلق غیر مسلموں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے جب وہ نکتہ نوازی کر رہے ہوں۔ اور معترض ان سے پوچھے۔ "کیا یہ الفاظ قرآن کی وحی میں بیان کرنے سے رہ گئے تھے۔ یا سچے اعتراض کرنے والوں کے جواب میں یہ اب سمجھ آئی ہے"۔ تو وُہ کیا جواب دیں گے۔

ماھو جوابکم فھو جوابنا۔

تشریح کیوں کی گئی

دراصل ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اعتراض کرتے ہوئے اس قدر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ کہ انھیں معقولیت کا کچھ بھی خیال نہیں رہتا۔ اور جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہوئے جو ان کے جی میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے خواب کے الفاظ کی تشریح اس لئے نہ کی تھی۔ کہ آپ کے نزدیک وُہ "غلط فہمی" پیدا کرنے والے تھے۔ بلکہ اس لئے کہ مولوی محمد علی صاحب نے ان کے متعلق "غلط فہمی" پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کا غلط مفہوم پیش کرکے اور سیاق و سباق سے علیحدہ کرکے اپنا مطلب حل کرنا چاہا۔ ساری عبارت کے ساتھ ہوتے ہوئے ان سے قطعاً کوئی غلط فہمی نہیں پیدا ہوسکتی۔ چنانچہ سات سال کے عرصہ میں جو اس خواب کے شائع ہونے پر گذرا۔ کوئی غلط فہمی نہ پیدا ہوئی۔ نہ اب ہوسکتی تھی۔ اگر مولوی محمد علی صاحب سیاق و سباق کو حذف کرکے انھیں پیش نہ کرتے۔ کیونکہ مکمل عبارت بالکل صاف اور واضح ہے اور اس پر اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے کیا ہے +

چیلنج

ڈاکٹر صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو اگر اب بھی اپنی بات پر اصرار ہو۔ تو ہم چیلنج دیتے ہیں۔ کہ "درس القرآن" میں جہاں یہ خواب درج ہے۔ وہاں سے اس بات کا ثبوت پیش کریں۔ کہ اس جگہ خلافت کا ذکر نہیں۔ بلکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی ذات کا سوال ہے۔ اور آپ کے ذاتی معاملات پر اعتراض کرنے والوں کو مخاطب کرکے کہا گیا ہے۔ کہ اگر وہ سچے اعتراض کریں گے۔ تو ان پر لعنت ہوگی اگر وہاں ایک لفظ بھی ایسا نہیں۔ جو یہ بات ثابت کرسکے۔ تو پھر اسے بار بار پیش کرنا اور باصرار پیش کرنا کتنی بڑی ہٹ دھرمی ہے +

ساری بحث مسئلہ خلافت پر ہے

حقیقت یہ ہے کہ وہاں آیت استخلاف کی تفسیر اور تشریح کے ضمن میں مسئلہ خلافت پر ساری بحث کی گئی ہے۔ اس کے سوا نہ ذاتی اعتراضات کا کوئی ذکر ہے۔ اور نہ ان کے متعلق کچھ کہا گیا ہے پوری بحث چونکہ کئی صفحات پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس میں سے چند فقرات بطور نمونہ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں:۔

اس خواب کے ساتھ ہی یہ الفاظ ہیں:۔

"دراصل اس مقام کی عزت کے لئے خدا تعالےٰ اس کے مخالفین کو تباہ کر دیتا ہے۔ دیکھو پہلے خلفاء پر لعنت کرنے والے خود کس طرح لعنتوں کے نیچے آ گئے۔ تم میں سے بھی اگر کوئی خلافت کی مخالفت کریگا تو پکڑا جائیگا"

ڈاکٹر صاحب کا دعوےٰ ہے۔ کہ اس خواب کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ خلافت تو دور رہی۔ اگر کوئی شخص سچے اعتراض میاں صاحب کی ذات پر بھی کریگا۔ تو وُہ بھی عذاب کا مستوجب ہوگا"

لیکن خواب کے ساتھ ہی کے یہ الفاظ جو اوپر نقل کئے گئے ہیں۔ یہ بتا رہے ہیں۔ کہ خلافت دور نہیں ہی۔ بلکہ اصل میں اسی کا ذکر ہے۔ اور جس بات کو ڈاکٹر صاحب قریب بتا رہے ہیں۔ یعنی "میاں صاحب کی ذات" اس کا ان الفاظ میں کہیں پتہ نہیں ملتا۔

پھر آتا ہے۔

"اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ خلافت حبل اللہ ہے اور ایسی رسی ہے۔ کہ اسی کو پکڑ کر تم ترقی کر سکتے ہو"

پھر فرمایا:۔

"تم پر خدا کا کتنا فضل ہے۔ اور یہ فضل خلافت کی وجہ سے ہی ہے"

"کیوں تمہارے دلوں میں اطمینان ہے۔ اور تمہارے مخالف کانپ رہے ہیں۔ اسی لئے کہ تم دامنِ خلافت سے وابستہ ہو"

"تم جب تک اس نعمت (خلافت) کی ناشکری نہ کرو گے۔ تمہارا ہر خوف امن سے بدل دیا جائیگا۔ لیکن اگر اس کو چھوڑ دو گے تو تمہارا امن بھی اسی طرح خوف سے بدل جائیگا۔ جس طرح ان کا بدل گیا ہے۔ جنہوں نے خلافت کو چھوڑ دیا ہے"

ان فقرات سے ظاہر ہے۔ کہ ساری بحث مسئلہ خلافت پر ہو رہی ہے۔ اسی کی اہمیت ذہن نشین کی جا رہی ہے اور اسی کی مخالفت کرنے والوں کو خدا تعالےٰ کی گرفت سے ڈرایا جا رہا ہے اس کے مقابلہ میں نہ کسی ذاتی معاملہ پر اعتراض کا ذکر ہے۔ نہ کسی کیرکٹر پر حملہ کا سوال ہے۔ نہ کسی قسم یا مباہلہ کے لئے بلانے والے کا تذکرہ ہے پھر اصل بات کو چھوڑ کر خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا کرنا کہاں کا انصاف ہے اگر ڈاکٹر صاحب یہ ثابت کر دیں۔ کہ "درس القرآن" کے ان صفحات میں جہاں خواب درج ہے۔ کسی "ذاتی معاملہ" کا ذکر ہے۔ تو پھر جو چاہیں۔ نتیجہ نکالیں۔ لیکن اگر اس کا کوئی پتہ و نشان ہی نہ ہو۔ بلکہ ساری گفتگو مسئلۂ خلافت پر ہو۔ تو ان کا ذات کے متعلق سوال اٹھانا سراسر ناجائز اور جان بوجھکر لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا ہے۔

خلیفہ کی ذات اور خلافت

معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے خود بھی اس بات کو محسوس کیا ہے۔ اسی لئے ایک اور پہلو بدلا ہے۔ اور وہ یہ کہ فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ کی ذات اور خلافت ایک ہی چیز ہے۔ مگر اسی مضمون میں دوسری جگہ جہاں مولوی محمد علی صاحب پر اعتراضات کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ان کی ذات کو ان کی امارت سے خود علیحدہ کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "ملک محمد امین صاحب نے نہ تو مولوی محمد علی صاحب کے کسی ذاتی معاملہ پر اعتراض کیا تھا۔ نہ ان کے کسی فیصلہ سے ان کو شکایت تھی" اگر کوئی درجہ اور اس درجہ پر فائز ہونے والے کی ذات ایک ہی چیز ہے تو پھر ڈاکٹر صاحب کے یہ کہنے کا کیا مطلب۔ کہ ملک محمد امین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کے کسی ذاتی معاملہ پر اعتراض نہ کیا تھا۔ اگر ذاتی معاملہ پر نہیں۔ ان کی امارت کے لحاظ سے ان پر اعتراض کیا تھا۔ تو بھی اس میں ان کی ذات شامل تھی۔ مثلاً اگر ملک صاحب نے یہ کہا کہ "امیر ایدہ اللہ" نے انہیں "جسمانی زور" سے تقریر کرنے سے روک دیا۔ تو اس سے نہ صرف یہ ثابت ہو گیا کہ ملک محمد امین صاحب اور ان کے ہمخیال لوگ مولوی محمد علی صاحب کی امارت کو وبال جان سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ مولوی صاحب کی ذات غیظ و غضب سے پر ہے۔ اور وہ جا و بے جا "جسمانی زور" کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ کیا ایسے امیر کی امارت پر کسی کو اعتماد رہ سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ ایسی صورت میں نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ یا تو امیر کو اپنی امارت سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ اور اگر وہ اس کے لئے آمادہ نہ کیا جا سکے۔ تو اس وقت تک اس کے "جسمانی زور" کے مقابلہ میں "جسمانی زور" استعمال کرنے کے لئے انتظار کیا جائیگا۔ جب تک مقابلہ کرنے کی طاقت نہ آجائے۔

ڈاکٹر صاحب نے اعتراض کرنے کے جوش میں اس بات کو سوچا ہی نہیں۔ کہ خلافت پر اعتراض کرنا اور خلیفہ کی ذات پر اعتراض کرنا دو علیحدہ علیحدہ باتیں ہیں۔ خلافت پر اعتراض کرنے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو خلافت کے ہی قائل نہ ہوں۔ اور جن کا مقصد خلافت کو مٹانا ہو۔ لیکن خلیفہ کی ذات پر اعتراض کرنے والے وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ جو خلافت کے قائل ہوں۔ پس رویا میں جن لوگوں کا ذکر ہے۔ ان سے مراد وہی ہیں۔ جو خلافت کے قائل نہیں۔ چنانچہ ان صفحات میں جا بجا وضاحت کے ساتھ انہی کا ذکر ہے۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے خلافت کو مٹانے کے لئے جو جو کارروائیاں کیں۔ وہ تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ نہ کہ خلافت کے قائلین نے کوئی اعتراض کئے ہیں۔ جن کے جواب دئے گئے ہیں۔ ایسی صورت میں اس خواب کو اس رنگ میں پیش کرنا کہ وہ قائلین خلافت کے اعتراضات کے جواب میں بیان کی گئی ہے۔ صریح دھوکہ دہی ہے

دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ

الفضل ۲۶ جون میں جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کا مضمون مجھے ایسے وقت میں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جب میں ترمذی شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اور ذیل کی حدیث میری نظر کے سامنے تھی چونکہ حدیث شریف اور ڈاکٹر صاحب کے مضمون کا آپس میں ایک تعلق ہے۔ اس لئے اپنے احباب کی خاطر ذیل میں حدیث شریف لکھ کر اس کا تعلق بیان کرتا ہوں۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تفتح ابواب الجنۃ یوم الاثنین والخمیس فیغفر فیھما لمن لا یشرک باللہ الا المتھاجرین یقول رد وھذین حتی یصطلحا (معنی قولہ المتھاجرین یعنی المتصارمین۔)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دن بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ جو شخص خدا کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔ اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ مگر ان کے گناہ معاف نہیں ہوتے۔ جو دو آپس میں مفارقت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ چھوڑ دو ان دونوں کو یہاں تک کہ صلح کریں۔ اور المتھاجرین کے معنے متصارمین کے ہیں یعنی قطع کرنے والے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی تحریک کے مطابق تمام ملک میں جناب سرور کائنات۔ فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پاک سیرۃ کا سنایا جانا۔ ایک ایسا مبارک کام ہے۔ جو انشاء اللہ سعید روحوں کی مغفرت کا موجب ہو گا۔ اور بہت لوگ کفر و شرک سے تائب ہو کر اس دروازہ سے اسلامی بہشت میں داخل ہونگے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ دروازہ اس دن کی رات کو کھولا گیا۔ جس دن کا حضور علیہ السلام کی ذات با برکات کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ جیسا کہ جناب ڈاکٹر صاحب کے مضمون میں بیان ہوا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال یا ایھا الناس قد اظلکم شہر عظیم شہر مبارک اسی طرح یکشنبہ کے آخری حصہ میں دوشنبہ کی برکت نے اپنا سایہ ڈالا۔ اور رات کے ایک بجے تک ہندوستان کی سرزمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو سنتی رہی۔ اور اہل ملک نے حضورؐ کے ارشاد انا حامل لواء حمد انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی (ترمذی) کی صداقت کا نظارہ ایسے خلیفہ کے زمانہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا جس کے حق میں خدا تعالےٰ کی وحی نے اس طرح خبر دی "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند"

یہ جو حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا۔ اور کیا آدم اور کیا فمن سواہ الا تحت لوائی۔ اور میرے ہی لئے جنت کا دروازہ کھولا جائیگا اس کا ثبوت خدا تعالےٰ نے دنیا کے سامنے اس طرح پیش کیا کہ مختلف مذاہب والوں کو اس جلسہ میں جمع کر دیا۔ جس جلسہ کے لئے ایک اشتہار بعنوان "آج مسلمانوں کی نجات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے تلے جمع ہونے میں ہے" دیا گیا۔ اور حضورؐ کی پاک سیرۃ کا بیان ایک جنت ہے۔ غیر مسلم اصحاب نے بھی مان لیا۔ کہ ملک میں ایسے جلسے اہل ملک کے لئے مذہبی تنازعات سے نجات دلانے اور سکھ و آرام کے لحاظ سے بمنزلہ ایک جنت کے ہیں۔ ایک اور حدیث میں آپ فرماتے ہیں۔ جب لواء حمد اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہونگی۔ یطوف علی الف خادم (مشکوٰۃ) تو اس دن ایک ہزار خادم میرے گرد پھرینگے۔ چنانچہ اس جلسہ کے لئے ایک ہزار ایسے آدمیوں کی تجویز کی گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک سیرت پر لیکچر دیں۔